ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

02

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

26 جمادی الثانی تا 3 رجب 1445ھ / 9 تا 15 جنوری 2024ء

اے راہِ حق کے شہید

اسرائیلی فوج نے ڈرون کے ذریعے بنائی گئی ایک ایسی ویڈیو جاری کی ہے جس میں حماس کا سپاہی جنگ کے دوران گولی لگنے سے زخمی ہوگیا تھا، بعدازاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہیں شہید ہوگیا، اس ویڈیو کے اجراء کا مقصد غزہ کے لوگوں میں اپنی دہشت اور دھاک بٹھانا تھا وہ چاہتے تھے کہ لوگوں میں اس کا رعب و دبدبہ بیٹھ جائے، اور یہ اس بات کی علامت بن جائے کہ اسرائیل کامیابی کی طرف گامزن ہے اور مدمقابل حماس شکست سے دوچار ہوا چاہتی ہے۔ لیکن اللہ نے ان کی اس چال کو اُن پر ہی الٹ دیا، دیکھتے ہی دیکھتے یہ ویڈیو پوری دنیا میں وائرل ہوگئی، ویڈیو میں دیکھا جاسکتا ہے کہ زخمی مجاہد اپنی پوری قوت مجتمع کرتے ہوئے سجدے کی حالت میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کرتا ہے۔ دشمن کی چال اللہ نے الٹ دی۔ شہید کے اس عمل کا اثر باقی مجاہدین کو جلا بخشنے کا سبب بنے گا۔ اس منظر سے امت میں اجتماعی شعور بیدار ہوگا۔ امت مسلمہ میں دین کے لیے شہادت کا جذبہ پروان چڑھے گا۔ مزاحمتی تحریک حماس کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا۔ ہر شخص شہید کے درجات کے لیے دعا گو ہوگا۔ اس تصویر سے پورا عالم اسلام حماس کے مجاہدین اور بالخصوص غزہ کے مجاہدوں کی شجاعت اور بہادری سے آگاہ ہوگا۔ یہ تصویر مقاومہ (مزاحمتی تحریک حماس) کی صیہونیوں پر برتری کی علامت ہے۔

ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین

''شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے!''

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 94 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 23000 سے زائد، جن میں بچے: 9100،
عورتیں: 6500۔ زخمی: 58000 سے زائد

اس شمارے میں

میری زندگی کا مقصد.....

مسئلہ اقصیٰ و فلسطین

بلوچ یکجہتی مارچ اور لاپتہ افراد

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام سیمینارز

اللہ کی چھلنی

غزہ کے ایک معصوم بچے کا خط

اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور وفکر کرنا

سُورۃُ النَّمل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 84 تا 86

حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوۡ قَالَ اَکَذَّبۡتُمۡ بِاٰیٰتِیۡ وَ لَمۡ تُحِیۡطُوۡا بِہَا عِلۡمًا اَمَّا ذَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۴﴾
وَ وَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَیۡہِمۡ بِمَا ظَلَمُوۡا فَہُمۡ لَا یَنۡطِقُوۡنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا الَّیۡلَ
لِیَسۡکُنُوۡا فِیۡہِ وَ النَّہَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۶﴾

آیت ۸۴: ﴿حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوۡ قَالَ اَکَذَّبۡتُمۡ بِاٰیٰتِیۡ وَلَمۡ تُحِیۡطُوۡا بِہَا عِلۡمًا اَمَّا ذَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸۴﴾﴾ ’’یہاں تک کہ جب وہ سب آ جائیں گے تو اللہ فرمائے گا: کیا تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا تھا حالانکہ تم نے ان کا علمی احاطہ نہیں کیا تھا؟ یا تم لوگ کیا کرتے رہے تھے؟‘‘

یعنی کیا تم لوگ واقعتاً میری آیات کو سمجھ نہیں سکے تھے یا پھر سمجھنے کے بعد تعصب اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان کا انکار کرتے رہے تھے؟

آیت ۸۵: ﴿وَوَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَیۡہِمۡ بِمَا ظَلَمُوۡا فَہُمۡ لَا یَنۡطِقُوۡنَ ﴿۸۵﴾﴾ ’’اور واقع ہو جائے گی ان پر بات‘ اس لیے کہ وہ ظلم کے مرتکب ہوئے تھے‘ چنانچہ وہ بول نہیں سکیں گے۔‘‘

جب حقیقت ان پر واضح کر دی جائے گی تو وہ بول نہیں سکیں گے‘ اس لیے کہ ان کے دل تو دعوتِ حق کی حقانیت پر گواہی دے چکے تھے‘ لیکن اپنی ضد‘ ہٹ دھرمی اور تعصب کی بنا پر انہوں نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا تھا۔ قبل ازیں اسی سورت کی آیت ۱۴ میں ایسے منکرین کے انکار کی کیفیت پر یوں تبصرہ کیا گیا ہے: ﴿وَجَحَدُوۡا بِہَا وَاسۡتَیۡقَنَتۡہَاۤ اَنۡفُسُہُمۡ ظُلۡمًا وَّعُلُوًّا ؕ﴾ کہ ان کے دلوں نے آیاتِ الٰہیہ کا یقین کر لیا تھا مگر وہ محض ضد‘ ظلم اور سرکشی کی بنا پر نہیں مانتے تھے۔

آیت ۸۶: ﴿اَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا الَّیۡلَ لِیَسۡکُنُوۡا فِیۡہِ وَالنَّہَارَ مُبۡصِرًا ؕ﴾ ’’کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے بنایا ہے رات کو تا کہ وہ اس میں آرام کریں اور دن کو روشن بنایا ہے!‘‘

اللہ تعالیٰ نے انسانی ضروریات کے تحت رات کو سکون کے لیے جبکہ دن کو معاشی جدوجہد کے لیے سازگار بنایا ہے۔

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۶﴾﴾ ’’یقیناً اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔‘‘

درس حدیث

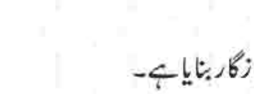

موت اور مال کی کمی

عَنۡ مَحۡمُوۡدِ بۡنِ لَبِیۡدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِثۡنَتَانِ یَکۡرَھُھُمَا ابۡنُ اٰدَمَ: یَکۡرَہُ الۡمَوۡتَ وَالۡمَوۡتُ خَیۡرٌ لِّلۡمُؤۡمِنِ مِنَ الۡفِتۡنَۃِ وَیَکۡرَہُ قِلَّۃَ الۡمَالِ وَقِلَّۃُ الۡمَالِ اَقَلُّ لِلۡحِسَابِ)) (رواہ احمد)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آدمی ناپسند ہی کرتا ہے (حالانکہ ان میں اس کے لیے بڑی بہتری ہوتی ہے) ایک تو وہ موت کو پسند نہیں کرتا‘ حالانکہ موت اس کے لیے فتنہ سے بہتر ہے‘ اور دوسرے وہ مال کی کمی اور ناداری کو نہیں پسند کرتا‘ حالانکہ مال کی کمی آخرت کے حساب کو بہت مختصر اور ہلکا کرنے والی ہے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
26 جمادی الثانی تا 3 رجب 1445ھ جلد 33
9 تا 15 جنوری 2024ء شمارہ 02
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی

اسرائیل حماس جنگ کو شروع ہوئے تین ماہ ہو چکے ہیں۔ بعض ذرائع نے گزشتہ دنوں میں یہ خبر دی تھی کہ مصر اور قطر میں ہونے والے مذاکرات کے نتیجہ میں جنگ بندی کے امکانات ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل امریکہ کو قائل اور راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے کہ اُس وقت تک جنگ بندی نہ ہو جب تک وہ اپنے فوری اہداف کامیابی سے حاصل نہیں کر لیتا۔ اسرائیل کا فوری ہدف پوری دنیا پر واضح ہو چکا ہے۔ اسرائیل کے لیے آئیڈیل صورت حال تو یہ ہے کہ حماس کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دے (خدانخواستہ) اور غزہ پر قبضہ کر لے یا کم از کم فریقین بلکہ پوری دنیا اُس کے اس مطالبے کو تسلیم کر لے کہ غزہ میں بچے کھچے حماس کو بے دست و پا کر کے اُس فلسطین اتھارٹی کے حوالے کر دیا جائے جو اسرائیل کے اشاروں پر ناچتی ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ موجودہ صورتِ حال کو اسرائیل کے نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو وہ اگر مذکورہ بالا اہداف حاصل نہیں کرتا تو پھر وہ جنگ جس میں اسرائیل کو اتنا مالی نقصان ہوا ہے کہ اُس کی معیشت کی بنیادیں بُری طرح متاثر ہوئی ہیں لیکن یہ جنگ عسکری لحاظ سے اُسے کوئی بڑا فائدہ نہ پہنچا سکی بلکہ سفارتی، سیاسی اور سماجی لحاظ سے بہت نقصان دہ ثابت ہوئی۔ اُس کا امیج بُری طرح تباہ ہوا۔ وہ ہمیشہ اپنی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹتا رہا ہے، لیکن دنیا نے اُس کا اصل روپ ایک ظالم اور خونخوار کے طور پر دیکھا ہے۔

آج کی دنیا جو امیج سازی کی دنیا ہے اس میں یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ حقیقت میں امریکہ اور یورپ کی بھرپور عسکری اور سیاسی سپورٹ کے باوجود اس حوالے سے اسرائیل عالمی سطح پر تنہائی کا شکار نظر آتا ہے۔ ہمارے تجزیہ کے مطابق اسرائیل کی سوچ اور اُس کا رویہ اور طرزِ عمل اب یوں دکھائی دیتا ہے کہ جو بُرا ہونا تھا ہو چکا، اب میں یعنی اسرائیل اپنے ان اہداف کو پوری بے رحمی بلکہ بے شرمی کے ساتھ حاصل کرنے کے لیے آگے کیوں نہ بڑھوں۔ اسرائیلی سوچ یہ ہے کہ "میرے لیے امریکہ کافی ہے"۔ میں اُس کی مدد سے دنیا بھر میں اپنے دشمنوں سے نمٹ سکتا ہوں۔ ہماری رائے میں امریکہ اسرائیل کے لیے کافی ہے یہ بات قابل بحث ہے (debatable) ہے۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ امریکہ اس جنگ کو ایڑیوں پر کھڑا ہو کر مانیٹر کر رہا ہے اور معلوم ہوتا ہے ان دونوں ممالک میں ہر آن ہر لحظہ قریبی رابطہ ہے۔

امریکہ بحریہ کے ہیلی کاپٹروں نے یمن کے قریب حوثی (باغیوں) کے زیر انتظام چار کشتیوں پر حملہ کر کے اُن میں سے تین کشتیوں کو تباہ کر دیا۔ یمنی ذرائع نے اس حملے کی تصدیق کرتے ہوئے 10 حوثیوں (باغیوں) کی ہلاکت کو تسلیم کر لیا ہے۔ جبکہ حوثیوں کے ترجمان بریگیڈیئر جنرل یحییٰ ساری نے اعلان کیا ہے کہ بحیرہ احمر میں ہماری کشتیوں کو نشانہ بنانے کے نتائج امریکیوں کو بھگتنا پڑیں گے۔ اس حملے کے بعد شپنگ کمپنیوں نے بحیرہ احمر میں بحری جہازوں کی آمد و رفت (48) اڑتالیس گھنٹوں کے لیے معطل کر دی ہے۔ قارئین کو یاد ہو گا کہ چند روز قبل جرمنی نے تجارتی بحری جہازوں پر حملوں کی وجہ سے بڑا شور شرابہ کیا تھا کہ اس طرح اُس کی تجارت تباہ ہو جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر امریکہ حوثیوں کے ان حملوں کو ناکام بنانے کے لیے یمن میں حوثیوں پر مسلسل حملے کرتا رہا تو کیا ایران حوثیوں کی مدد سے رک جائے گا؟ اور دوسری طرف یہ کہ کیا یورپی ممالک اپنے اس

تجارتی نقصان کے باوجود اسرائیل سے سیاسی، عسکری اور معاشی تعاون جاری رکھے گا؟ پھر یہ کہ عمل اور ردِعمل اس جنگ کو ایندھن فراہم بھی کرنا شروع کردیں گے۔ اُدھر یوکرائن کی جنگ مدھم ہوکر پھر تیز ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ صدر بائیڈن قانون ساز اداروں پر زبردست دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ یوکرائن کی امداد جلد از جلد منظور کریں۔

ہم بخوبی جانتے ہیں کہ اسرائیل کے علاوہ دنیا کا کوئی ملک ایسی جنگ نہیں چھیڑنا چاہتا جو ساری دنیا خاص طور یورپ کو اپنی لپیٹ میں لے لے لیکن صورتِ حال ایسی بن سکتی ہے کہ حالات کسی کے کنٹرول میں نہ رہیں اور پھر دنیا ایک بڑی جنگ میں خود کو خواہی نخواہی دھکیلتی چلی جائے۔ یہ انتہائی اہم بات بھی قارئین کو یاد رکھنی چاہیے کہ امریکہ اپنے وسیع تر مقاصد کے حصول کے لیے اور خاص طور پر اپنے اس ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کہ وہ بائیسویں 22th صدی میں بھی سپریم پاور آف دی ورلڈ کی حیثیت سے داخل ہو۔ چنانچہ اپنے اِس منصوبے کو عملی شکل دینے کے لیے امریکہ کم از کم ایک دہائی سے بھرپور کوشش کر رہا ہے کہ چین کو کسی طرح کسی جنگ میں گھسیٹ لائے تا کہ چین کی معاشی ترقی جو ناقابلِ یقین حد تک تیز رفتاری سے بڑھتی چلی جارہی ہے، اُس کو روک لگ جائے۔ کیونکہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ چین جو معاشی طور پر ایک جِن بن چکا ہے اگر یونہی تیز رفتاری سے ترقی کرتا چلا گیا تو عسکری اور دفاعی صنعت میں بھی دنیا میں سرفہرست آسکتا ہے۔ جہاں تک امریکہ کے دیرینہ حریف روس کا تعلق ہے وہ جب سوویت یونین کا حصہ تھا تب سوویت یونین نے افغانستان میں خواہ مخواہ مداخلت کر کے حماقتِ عظمیٰ کا ارتکاب کیا تھا جس سے وہ خود سکڑ کر روس تک محدود ہو گیا اور امریکہ کو سپریم پاور آف دی ورلڈ بننے کا سنہری موقع فراہم کردیا۔ جس کا امریکہ نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور نیو ورلڈ آرڈر جاری کردیا اور صحیح معنوں میں عالمی شہنشاہ بن گیا۔

غزہ کی جنگ میں امریکہ کی دو طرح کی دلچسپی ہے۔ ایک تو یہ کہ اسرائیل کے وجود کو نہ صرف استحکام بخشا جائے بلکہ اگر وہ گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے آگے بڑھتا ہے تو اس خطے میں اسرائیل امریکہ کے پارٹنر کی حیثیت سے رہے تا کہ اپنے مفادات کے ساتھ ساتھ امریکی مفادات کا تحفظ بھی کرے۔ یہاں اس اہم نقطہ کو نوٹ کریں کہ ایشیا میں بھارت امریکی مفادات کا تحفظ کے حوالے سے اُتنا قابلِ بھروسا نہیں جتنا اسرائیل ہوگا۔ وہ اس لیے کہ اسرائیل اگر گریٹر اسرائیل قائم کرنے میں (خدانخواستہ) کامیاب ہوجاتا ہے تو اُس کی ایک کمی یا منفی پوائنٹ کہہ لیجیے یہ ہے کہ جو کبھی پوری نہیں ہوسکتا اور وہ ہے افرادی قوت کی زبردست کمی جو گریٹر اسرائیل کے قیام کی صورت میں بہت زیادہ بڑھ جائے گی اور دنیا پر بُری طرح آشکار ہوجائے گی۔ اِس صورت میں اُسے امریکہ کی محتاجی کا سامنا ہوگا۔ لہٰذا اسرائیل امریکہ کے نقطۂ نظر سے اِس علاقے میں اُس کا بھارت سے زیادہ مفید پارٹنر ثابت ہوگا۔ پھر یہ کہ بھارت روس سے اپنے اچھے تعلقات برقرار رکھنا چاہتا ہے جو امریکہ کو ناگوار گزرتا ہے۔ بہرحال ایسا بھی کوئی امکان نہیں کہ امریکہ بھارت کا ہاتھ چھوڑ ہی دے کیونکہ بھارت کے پاس بہت بڑی افرادی قوت ہے۔ علاوہ ازیں وہ امریکہ کے روایتی حریف چین کا قریب ترین ہمسایہ ہے۔ لہٰذا وہ اپنے ان دونوں پارٹنرز کے درمیان توازن پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔

اس حوالے سے ہماری اس بات کو کوئی ہرگز یہ نہ سمجھے کہ ہم گریٹر اسرائیل کو خدانخواستہ ذہنی طور پر قبول کر رہے ہیں اور اُس کے امکانات دیکھ رہے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی حدیثِ مبارک کے مطابق عربوں کو بالآخر تباہی کا سامنا کرنا ہے جس کے آثار بڑے واضح طور پر ہمارے سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں اور وہ ظاہر ہے کہ گریٹر اسرائیل کے قیام کا نتیجہ ہوگا۔ لیکن مسلمان کو کیونکہ حکم ہے کہ اُسے زمینی حقائق کے مطابق جدوجہد جاری رکھنا ہوگی اور پھر یہ کہ یہ خوشخبری بھی احادیث میں موجود ہے کہ آخری فتح مسلمانوں کی ہوگی اور اس حوالے سے خراسان کا ذکر موجود ہے جو جنوبی ایشیا میں واقع ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ وہ فرد، معاشرہ اور ریاست ہی دانشمند تصور کی جاتی ہے جو قبل از وقت بدترین صورتِ حال میں بہترین پالیسی سازی کرے۔ اس بات کو آسان الفاظ میں یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ "Worst Comes to Worst" کو ذہن میں رکھ کر آنے والے وقت کی پالیسی بنانا۔ جہاں تک مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان ممالک کا تعلق ہے اُن میں اکثر کا تو وجود ہی خطرے میں نظر آتا ہے۔ چنانچہ تمام تر ذمہ داری بقایا مسلمان ممالک پر آئے گی۔ اُنہیں ایسی منصوبہ بندی کرنا ہوگی جس سے اسلام دشمن قوتوں کی پیش رفت نہ صرف روکی جاسکے بلکہ اسلام کے عالمی غلبہ کا پروسس شروع ہوسکے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جنوبی ایشیا کے مسلمان ممالک، جنوب مشرق ایشیا کے انڈونیشیا اور ملائیشیا جیسے مسلمان ممالک اور ترکیہ کو ساتھ ملا کر ایک اتحاد بنا کر اس منصوبہ پر کام کا آغاز کیا جائے، جس سے اسلام دشمن قوتوں کی پیش رفت خاص طور پر مشرقِ وسطیٰ میں روکی جاسکے اور اسلام کے عالمی غلبے کی راہ ہموار ہوسکے۔ آخر میں اس بات کا اعادہ لازم ہے کہ مسلمان فرد ہو یا ریاست اُس کا دینی فریضہ ہے کہ وہ قرآن وحدیث کی راہنمائی میں اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرتا چلا جائے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ امتِ مسلمہ کا ہر فرد زبانِ حال سے کہہ رہا ہو۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں، میں اسی لیے نمازی

❀❀❀

مسئلہ اقصیٰ و فلسطین

(دس نکات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ ﷾ کے 29 دسمبر 2023ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام 15 تا 25 دسمبر 2023ء مسئلہ فلسطین کے حوالے سے ایک ملک گیر مہم چلائی گئی تھی جس میں ملک کے تمام بڑے شہروں میں مظاہرے اور ریلیوں کا انعقاد کیا گیا، لٹریچر تقسیم کیا گیا، بینرز اور فلیکس لگائے گئے۔ اس کے علاوہ کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں ہمارے تین بڑے سیمینار بھی ہوئے جن میں ملک کی کئی نامور شخصیات کے ساتھ ساتھ حماس کے ترجمان ڈاکٹر خالد قدومی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بحیثیت امیر تنظیم اسلامی چونکہ ان تمام سیمینارز میں میری ذمہ داری خطبہ صدارت کی تھی اور خطبہ صدارت کا ایک تقاضا یہ بھی ہوتا ہے کہ تمام مقررین کی گفتگو کا خلاصہ پیش کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے اس پوری گفتگو کو 10 نکات میں مرتب کیا ہے جن کو آپ کے سامنے پیش کرنا مقصود ہے۔

(1) دو امتوں کا مسئلہ

پہلا نقطہ یہ ہے کہ مسئلہ فلسطین دو امتوں کے درمیان مسئلہ ہے۔ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ نے خود طے فرمادیا کہ پچھلی امت بنی اسرائیل کو معزول کر کے نبی اکرم ﷺ کی امت کو امت مسلمہ قرار دیا، بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ شریف کو قبلہ قرار دیا اور خود اللہ کے رسول ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور رسل کی امامت کروائی جس سے اس بات کا اظہار فرمایا کہ اب اقصیٰ کی تولیت اور انتظام بھی حضور ﷺ کی امت کے پاس رہے گا۔ سیدنا عمر ؓ کے دور میں مسیحیت کے ماننے والوں نے خود پُرامن طریقے سے بیت المقدس کا سارا انتظام مسلمانوں کے حوالے کیا۔ عیسائیت کے ماننے والوں نے یہود کو بیت المقدس میں داخلے کی اجازت بھی نہیں دی تھی لیکن حضرت عمرؓ نے اتنی اجازت دی کہ آ کے دیدار کر کے چلے جائیں مگر یہود کو وہاں رہنے اور کوئی جائیداد بنانے کی ہرگز اجازت نہ تھی۔ یہود نے دھوکے اور فریب سے دنیا کی معیشت کو اپنے دام فریب میں لے کر 1917ء میں بالفور ڈکلیریشن پاس کروایا، پہلی جنگ عظیم میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ کیا اور اس کے بعد فلسطین پر ان کا غاصبانہ قبضہ شروع ہوگیا۔ یہاں تک کہ 1948ء میں امریکہ کی بدمعاشی کے نتیجہ میں اسرائیل قائم ہوگیا اور UNO نے بھی اسے تسلیم کرلیا۔ لیکن حقیقت میں یہ سارا غاصبانہ قبضہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کے بھی خلاف ہے، حضرت عمرؓ کے ساتھ عیسائیوں نے جو معاہدہ کیا تھا اس کے بھی خلاف ہے۔ ہمارے استاد انجینئر نوید احمد مرحوم (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں) نے اس موضوع پر بہت اہم کتابچہ لکھا ہے: ''مسجد اقصیٰ کی تاریخی اہمیت'' اس کو ہم نے عام بھی کیا ہے اور نظم سے حاصل بھی کیا جا سکتا ہے۔

مرتب: ابو ابراھیم

(2) حماس کا حملہ

اہل فلسطین پر اسرائیل کے ظلم وستم کی تاریخ 75 برس پر محیط ہو چکی ہے لیکن دنیا نے اسرائیلی مظالم پر خاموشی اختیار کیے رکھی۔ مسلم ممالک بھی اسرائیل کے ساتھ دوستیاں اور تعلقات بڑھا رہے تھے، خصوصاً کئی عرب ممالک تو اسرائیل کو تسلیم کر چکے تھے، اور بقیہ اس انتظار میں تھے کہ سعودی عرب جلد سے جلد اسرائیل کو تسلیم کرے تو ہم بھی کر لیں۔ دوسری طرف اسرائیل مسلسل اپنے مکروہ مقاصد میں آگے بڑھتا ہوا 85 فیصد فلسطین پر قبضہ کر چکا ہے، ان حالات میں فلسطینیوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ یا تو وہ اسرائیل کے سامنے ہتھیار ڈال کر ذلت کے ساتھ فلسطین سے نکل جائیں یا پھر غاصب اور ظالم اسرائیلیوں کے خلاف جہاد شروع کر دیں اور عزت کی موت مریں۔ چنانچہ حماس کے ترجمان نے بھی یہی بات بیان فرمائی اور اہل غزہ کی طرف سے بھی یہی بیان سامنے آیا کہ انہوں نے عزت کی موت کا انتخاب کیا اور 7 اکتوبر کو حماس نے اسرائیل پر حملہ کردیا۔ فلسطینی مسجد اقصیٰ کی حرمت کے لیے اپنی جانیں دے رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کوئی ایک مسلم ملک بھی ایسا نہیں ہے جو اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کر سکے۔ کچھ بے غیرت ہیں لیکن ان کو بھی سوچنا پڑے گا۔ بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق 96 فیصد سعودی آبادی شدید غصے اور مخالفت میں ہے۔ سعودی حکومت بھی اتنی بڑی اکثریت کی ناراضگی نہیں مول لے سکتی۔ یہ حماس کے حملے کے مثبت نتائج ہیں جو سامنے آ رہے ہیں۔

(3) دنیا کا ردعمل

7 اکتوبر کے بعد دنیا میں بڑی تبدیلی آپ کو نظر آئے گی۔ جتنی گالیاں آج اسرائیل، امریکہ اور برطانیہ کو پڑ رہی ہیں اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ نیویارک، لندن اور پورے یورپ میں غیر مسلم آپ کو اسرائیل کے خلاف مظاہرے کرتے ہوئے نظر آئیں گے جن کے

ہاتھوں میں نیتن یاہو کی بھی تصویر ہوگی، بائیڈن کی بھی ہوگی اور لوگ انہیں جوتے مار رہے ہوں گے۔ لندن میں 8 لاکھ افراد جمع ہوئے جن میں اکثریت غیر مسلم تھے اور یہ ان مسلمانوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو اسرائیلی مظالم پر خاموش بیٹھے ہیں۔ بہرحال حماس کے حملے سے پوری دنیا کے مظلوموں کو حوصلہ ملا ہے اور امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل کا درندگی والا مکروہ چہرہ سامنے آیا ہے۔

(4) امت مسلمہ کا امتحان

یہ امتحان صرف فلسطین کے مسلمانوں کا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ سب مسلمانوں کا امتحان ہے۔ قرآن پاک میں اللہ فرماتا ہے:
﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ﴾ (الملک: 2) ”جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔“

اہل فلسطین تو اس امتحان میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ وہ حماس کو ہرگز قصوروار نہیں ٹھہرا رہے کہ اس کی وجہ سے ہم پر ظلم ہو رہا ہے، بلکہ وہ مسکراتے ہوئے شہید ہو رہے ہیں۔ یہ معجزانہ کیفیت ہے۔ زخمی بچے قرآن پڑھتے پڑھتے زخموں کی سرجری کروا رہے ہیں۔ مائیں کہتی ہیں کہ چار بیٹے اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے، پانچواں ہوتا تو وہ بھی قربان کر دیتی۔ چنانچہ اہل فلسطین تو اس امتحان میں کامیاب ہو رہے ہیں لیکن باقی امت مسلمہ اس امتحان میں کہاں ہے؟ جو کچھ باقی مسلمانوں کی استطاعت اور استعداد میں ہے وہ کر رہے ہیں؟ ہمارے بے حس حکمران سوائے مذمتی بیانات کے اور کچھ کر رہے ہیں؟ فلسطینی تو مر رہے ہیں، کل ہم سب نے بھی مرنا ہے، ہمارے حکمرانوں نے بھی مرنا، اس امتحان کا نتیجہ وہاں بولے گا۔
﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ﴾ (الحشر: 18) ”اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے!“
یہ جو بائیڈن اور بلنکن جا کر اسرائیل میں کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اس ظلم میں تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ سینکڑوں جہاز بھی اسلحہ کے اسرائیل کو بھیج رہے ہیں۔ ان سب نے بھی مرنا ہے اور وہاں ان کو جواب بھی دینا ہے۔

(5) اسماعیل ہنیہ کا بیان

حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ نے کہا کہ اگر پاکستان اسرائیل کو دھمکی دے تو وہ ظلم سے باز آجائے گا۔ فلسطینی مسلمان اور بچے ماضی میں بھی پاکستان کو پکارتے رہے ہیں: یاجیش الباکستان این انتم؟ فلسطینی مجاہدین اور رہنماؤں کے بیانات بھی آتے رہتے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ اسرائیلی عہدیداروں کو بھی معلوم ہے کہ ان کا سب سے بڑا دشمن پاکستان ہے۔ آج پاکستان ایٹمی ملک ہے، اس کے پاس میزائل ٹیکنالوجی ہے اور تربیت یافتہ فوج ہے۔ بقول ڈاکٹر عبدالقدیر خان یہ ایٹمی اثاثے امت مسلمہ کی امانت ہیں۔ لیکن آج اتنی بڑی ایٹمی اور عسکری قوت ہونے کے باوجود پاکستان کی طرف سے اسرائیل کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں ہو رہی۔ ہم نہیں کہتے کہ اسرائیل پر حملہ کر دو۔ کم از کم کوئی قدم تو اٹھاؤ، کچھ تو کرو تاکہ اسرائیل مظالم سے رک جائے۔ وہ تو سارے ظالم جا کر اسرائیل میں کھڑے ہو کر کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں، ان کو شہید کر دو، تباہ کر دو اور ہمارے آگے بڑھ کر بیان دینے کو تیار نہیں۔

(6) دو ریاستی حل کی باتیں

ہمارے وزیراعظم نے بھی مسئلہ فلسطین کے دو ریاستی حل کے متعلق بیان دیا۔ دو ریاستی حل کا مطلب ہے کہ ہم اسرائیل کو تسلیم کر لیں۔ یہ دراصل پاکستان کی پالیسی سے انحراف ہے۔ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ اسرائیل مغرب کا ناجائز بچہ ہے۔ یہ اس خطے کے مسلمانوں کے ایک صدی کے موقف کے خلاف ہے۔ یہ مسجد اقصیٰ سے غداری ہے۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے کا مطلب ہے کہ مسجد اقصیٰ کو صہیونیوں کے حوالے کر دیا جائے اور وہ اس کو گرا کر تھرڈ ٹمپل بنالیں۔ یہ مسلمانوں کو کسی صورت میں قبول نہیں ہے۔ پھر یہ کہ اگر دو ریاستیں بن بھی جائیں تو اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ اسرائیلی جارحیت رک جائے گی، اس وقت مغربی کنارہ میں فلسطینی اتھارٹی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کیا ہمیں معلوم نہیں کہ نیتن یاہو اقوام متحدہ کی اسمبلی میں گریٹر اسرائیل کا نقشہ لہرا چکا ہے جس میں دریائے نیل سے لے کر فرات تک کا سارا علاقہ اسرائیل میں ظاہر کیا گیا ہے؟ لہٰذا عرب ممالک کو بھی یہ سوچنا چاہیے کہ اسرائیل کا ہدف صرف فلسطین نہیں ہے بلکہ وہ اس سے آگے بڑھ کر دوسرے پڑوسی ممالک پر بھی جارحیت کا ارتکاب کرے گا۔

(7) اُمت مسلمہ کی ذلت کیوں؟

اُمت مسلمہ کیوں اتنی ذلت اور پستی کا شکار ہوگئی کہ جتنی تعداد میں جمع ہو کر غیر مسلموں نے مظاہرے کیے، اتنی تعداد میں بھی جمع نہ ہو سکی۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کئی مرتبہ پیش کی گئی کہ ساری دنیا کی اقوام جمع ہو کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں گی۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے، فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ تم میں وہن کی بیماری پیدا ہو جائے گی۔ یعنی دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ آج اُمت مسلمہ کا یہی حال ہے۔ بس دنیا کی طلب میں سرگرداں ہے، جنت شاید مطلوب نہیں ہے، لہٰذا کافر طاقتیں انہیں روند رہی ہیں اور ان میں مقابلہ کرنے کی اور مزاحمت کرنے کی ہمت نہیں۔ کبھی گلف وار کے نام پر 31 ممالک مسلم اُمہ پر حملہ آور ہوتے ہیں اور کبھی نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر افغانستان پر چڑھائی کی جاتی ہے۔ 57 مسلم ممالک میں غزہ میں مسلمانوں کا قتل عام روکنے کی سکت نہیں ہے۔ ہم قرآن کے ماننے والے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے ماننے والے ہیں، ہم خیر امت ہیں، کیا ہمارا یہی حشر ہونا چاہیے؟ کیا اتنی ذلت و رسوائی کا سامنا ہونا چاہیے؟ وجہ یہ ہے کہ اللہ کی مدد شامل حال نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝﴾ (محمد) ”اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔“
آج پاکستان ہم سے سنبھل نہیں رہا۔ معاشی، سیاسی اور معاشرتی سطح پر قدم اُکھڑے ہوئے ہیں۔ وجہ قرآن نے بتا دی کہ اللہ کے دین کے ساتھ ہم مخلص نہیں ہیں۔ 57 مسلم ممالک میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جہاں اللہ کا دین نافذ ہو۔ اگر ہماری زندگیوں میں اللہ کے دین کے لیے کچھ نہیں تو پھر اللہ کے پاس بھی ہمارے لیے کچھ نہیں۔
آج ہماری ذلت اور رسوائی کی بنیادی وجہ یہی ہے ورنہ وسائل ہمارے پاس ہیں، افرادی قوت موجود ہے، صلاحیت ہے، ایٹمی طاقت اور میزائل ٹیکنالوجی ہمارے پاس ہے، اگر کچھ نہیں ہے تو وہ دین پر عمل نہیں ہے۔ اسی کی دعوت، اس کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا تنظیم اسلامی کی مستقل دعوت ہے۔ اس سے کم پر نہ ہمارے حالات سدھریں گے اور نہ

اجتماعی سطح پر اللہ کی رحمت ہمارے شامل حال ہو گی۔

(8) گریٹر اسرائیل اور 34 مسلم ممالک کی فوج

عرب ممالک کا خیال ہے کہ فلسطینی اگر surrender کر دیں تو مسئلہ رک جائے گا۔ حالانکہ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ ڈیڑھ دو صدیوں سے جاری ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے، کیا ان عرب ممالک کو نظر نہیں آتا؟ حالانکہ صہیونی واضح بتا رہے ہیں کہ گریٹر اسرائیل میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے، شام، عراق، لبنان، اردن، کویت بھی شامل ہے۔ اسرائیل کے جھنڈے میں دو لائن نیل سے فرات تک کی عکاسی کرتی ہیں۔ کیا فلسطین پر قبضہ کے بعد اسرائیل آگے نہیں بڑھے گا؟ 34 مسلم ممالک کی جو مشترکہ فوج بنائی گئی تھی اور جنرل راحیل شریف جس کے سربراہ تھے وہ کہاں ہے؟ کل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کیا جواب دیں گے اپنی بادشاہتیں بچانے کے لیے تم نے فوجیں تیار کیں، اقصیٰ کی حرمت پامال ہوتی رہی اور تم گونگے بن کر بیٹھے رہے۔

(9) اسلامی ایٹمی پاکستان: اسرائیل کا اصل دشمن

گریٹر اسرائیل کا منصوبہ صہیونیت کے ماننے والوں کا ہے مگر وہ کہتے ہیں ہمارا سب سے بڑا دشمن پاکستان ہے۔ چنانچہ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل کو کچھ علاقوں پر قبضہ مل گیا، فتح کے جشن میں اسرائیلی وزیر اعظم بن گوریان نے کہا تھا: ہمیں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارا سب سے بڑا دشمن پاکستان ہے۔ ان کو سمجھ آتی ہے اور فلسطین کے بچوں کو سمجھ آتی ہے، حماس کے سربراہ کو توقع ہے لیکن ہم بالکل بے حس ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حدیث میں بھی پیشین گوئی ہے کہ یہاں سے لشکر جائے گا، لیکن یہاں اسلام ہوگا تو لشکر جائے گا، اللہ کے باغیوں کے لیے، سرکشوں کے لیے، سود کا نظام اور بے حیائی کا طوفان جاری رکھنے والوں کے لیے یہ خوشخبری نہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝﴾ (النحل) "یقیناً اللہ اہل تقویٰ اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔"

پاکستان کے مقتدر حلقوں، طبقات اور ذمہ داران کو بھی کوئی احساس ہے؟ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بڑا بہترین تجزیہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرض سے پہلے اس کا علاج پیدا کیا ہے۔ اسرائیل مئی 1948ء میں قائم ہوا جبکہ پاکستان اس سے 9 ماہ پہلے اگست 1947ء میں قائم ہوا۔ معلوم ہوا کہ اسرائیل اگر ایک مرض ہے تو اس کا علاج پاکستان ہے۔ پاکستان کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ پاکستان کو مضبوط کریں، ہماری افواج کا موٹو ہے: ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ۔ لیکن صرف موٹو سے کام نہیں چلے گا عمل میں اس کا اظہار بھی ہونا چاہیے تب اللہ کی مدد آئے گی۔

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (آل عمران) "اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔"

مستقبل کا منظر نامہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ بیان فرماتے تھے۔ ان کی کتاب بھی ہے: "موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل"۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہماری ویب سائٹ پر موجود ہے۔ اس منظر نامے میں ڈاکٹر صاحبؒ نے بیان فرمایا ہے کہ مسلمانوں کو بہت مار پڑے گی، ان کا پوری دنیا میں قتل عام ہوگا لیکن آخر میں اللہ کا دین پورے روئے ارضی پر قائم اور نافذ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور احادیث میں ہے کہ یہاں سے لشکر جائیں گے اور امام مہدی کی فوج میں شامل ہو جائیں گے۔ شاید اسی لیے اللہ نے چھپر پھاڑ کر پاکستان کو ایٹمی صلاحیت دی، بے انتہا وسائل سے نوازا ہے اور بہت کچھ ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ کے دین کی طرف پلٹ آئیں اور اس ملک کو واقعتاً اسلامی مملکت بنائیں۔

(10) اسرائیل کا مکمل بائیکاٹ

اہل غزہ تو بہادری کے ساتھ اسرائیل کے خلاف ڈٹے ہوئے ہیں اور خوشی کے ساتھ شہادتیں پیش کر رہے ہیں، باقی مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ وہ ہمت پکڑیں، خاص طور پر ہمارے حکمرانوں کو بھی سوچنا چاہیے کہ اللہ کو جواب دینا ہے۔ ہم نہیں کہتے اسرائیل پر ایٹم بم چلا دو، کم از کم اپنے سفارتی ذرائع تو استعمال میں لاؤ، تجارتی بائیکاٹ کرو، بحری اور فضائی راستے بند کرو، ملائیشیا نے ہمت کی ایک ہفتہ پہلے کہ اپنی فضائی حدود اسرائیل کے لیے بند کر دیں۔ کتنے مسلمان ممالک ہیں جو اپنے ایئرپورٹ اور اپنے فیول اسرائیل کو دیتے ہیں۔ یہودی کمپنیوں کی پروڈکٹس تو پورے عالم اسلام میں ہیں، ان سب کا بائیکاٹ کر دو تو چند دنوں کے اندر یہودیوں کے ہوش ٹھکانے آ جائیں گے۔ ہمارا ایمانی، ملی اور انسانی فرض ہے کہ ہم مظلوم فلسطینیوں کی اخلاقی، مالی اور عسکری مدد کریں۔ یہ OIC کے چارٹر پر لکھا ہوا ہے۔

مفتی تقی عثمانی صاحب نے بہت اچھی بات بیان فرمائی کہ یہودی مصنوعات کا بائیکاٹ مسلمانوں کی غیرت اور حمیت کا تقاضا ہے۔ جو یہودی مسجد اقصیٰ کی حرمت کو پامال کرتے ہوں، ہمارے بچوں پر فاسفورس بم برساتے ہوں، ان کے گھروں کو تباہ کر رہے ہوں، ہماری مسلم بہن بیٹیوں، بچیوں اور بچوں کو خون میں نہلا رہے ہوں ان کی مصنوعات کو ہم استعمال کریں کیا ہماری غیرت اور حمیت گوارا کرے گی؟ جتنی یہودی مصنوعات ہم استعمال کرتے ہیں ان کا منافع یہود کو جاتا ہے، وہ اس منافع سے اسلحہ خریدتے ہیں اور مظلوم فلسطینیوں پر استعمال کرتے ہیں۔

اطلاعات یہ بھی ہیں کہ بعض مسلمانوں نے یہودی پروڈکٹس کا بائیکاٹ کرنا شروع کر دیا تو یہاں کے لوگوں نے مقامی پروڈکٹس کی قیمتیں بڑھا دیں۔ ان کو شرم آنی چاہیے، کیا کوئی غیرت وحمیت ان کے اندر ہے؟ ان کو چاہیے تھا کہ مقامی پروڈکٹس مزید سستی کرتے تاکہ لوگوں کا رجحان ان کی طرف مڑتا اور یہودی کمپنیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ بڑھتا۔ اس حوالے سے ہمیں اپنے معاشرے میں شعور کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

مسجد اقصیٰ کی اہمیت

مسجد اقصیٰ ہمارے لیے حرم ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تین مقامات ایسے ہیں کہ ان کی زیارت کی جائے تو کئی گنا ثواب ملتا ہے۔ ان میں ایک مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ شامل ہیں۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا احادیث میں نقل ہوئی ہے کہ جو مسجد اقصیٰ میں آ کر نماز پڑھے اللہ اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے۔ لہٰذا جیسے مسجد حرام اور مسجد نبویؐ کی حرمت ہے اسی طرح مسجد اقصیٰ کی بھی حرمت ہے۔ ہم مسجد حرام یا مسجد نبوی کا ایک انچ بھی کسی کافر کے قبضے جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے اور نہ برداشت کر سکتے ہیں تو مسجد اقصیٰ کی حرمت کی پامالی کیسے گوارا کر لیں گے؟ اللہ کا divine فیصلہ کیا ہے؟ اللہ چاہتا تو معراج کی شب حضور ﷺ کو مکہ مکرمہ سے براہ راست آسمانوں پر لے جاتا لیکن اللہ نے حضور ﷺ کو پہلے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کی امامت کا شرف عطا فرمایا اور اس کے بعد وہاں سے آسمانوں پر لے گیا۔ یہ گویا اللہ کا فیصلہ تھا کہ اب مسجد اقصیٰ کی تولیت امت محمدیؐ کے پاس رہے گی۔ یہ بات ہمیں اپنے بچوں کو پڑھانی چاہیے اور خود بھی سمجھنی چاہیے۔

یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے اس ملک میں اسلام نافذ نہیں کیا بلکہ کرنے ہی نہیں دیا گیا تو پھر ظاہر ہے قوم پرست جماعتیں ہی وجود میں آئیں گی: ایوب بیگ مرزا

مسائل کے حل کے لیے ریاست کو اپنی رٹ تو قائم کرنی ہوتی ہے، لیکن وہ رٹ ظلم اور زبردستی کی بنیاد پر قائم نہیں کی جاسکتی: رضاء الحق

میزبان: وسیم احمد

بلوچ یکجہتی مارچ اور لاپتہ افراد کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: بلوچ یکجہتی مارچ بلوچستان سے شروع ہوا، اس شدید سردی کے موسم میں پورے پنجاب سے گزرتا ہوا دارالحکومت پہنچا اور دارالحکومت میں پھر جو اس کے ساتھ سلوک ہوا وہ پوری دنیا نے دیکھا۔ اس یکجہتی مارچ کے اغراض ومقاصد کیا تھے؟

ایوب بیگ مرزا: بلوچستان، خیبر پختونخوا اور کبھی کبھار سندھ سے بھی ایسی خبریں آتی رہتی ہیں کہ لوگوں کو گھروں سے اُٹھا لیا جاتا ہے، سفید کپڑوں والے آتے ہیں اور بغیر کوئی وارنٹ دکھائے گاڑیوں میں ڈال کر لے جاتے ہیں، پھر ان افراد کا کوئی پتہ نہیں چلتا اور نہ انتظامیہ اس پر کوئی کارروائی کرتی ہے۔ اس پر بلوچوں نے یہ پہلی دفعہ احتجاج نہیں کیا، بلکہ اس سے قبل بھی کئی مرتبہ احتجاج کر چکے ہیں۔ ہر دفعہ انہیں کچھ طفل تسلیاں دی جاتی ہیں، اس سے بڑھ کر کچھ بھی ان کے دکھوں کا مداوا نہیں کیا جاتا۔ ہمارے تمام سیاستدان یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان سے بڑی زیادتی ہوئی ہے، اسے محروم رکھا گیا ہے وغیرہ لیکن اقتدار میں آکر کسی نے بلوچستان کے لیے کچھ نہیں کیا۔ اگر محرومیوں کو ختم کریں گے تو محرومیاں ختم ہوں گی نا۔ سوال یہ ہے اگر کسی نے کوئی قانون شکنی کی ہے تو اسے عدالت میں لے جایا جائے اور قانون کے تحت سزا دی جائے۔ یوں لوگوں کو گھروں سے اُٹھا لینا، انہیں گاڑیوں سے اُتار کر غائب کر دینا اور پھر انہیں عدالت میں بھی پیش نہ کرنا، یہ سراسر غیر قانونی اور غیر اخلاقی ہے۔

سوال: محتاط اندازے کے مطابق کافی افراد بازیاب بھی ہو چکے ہیں لیکن ابھی بھی 6500 افراد لاپتہ ہیں۔ ان کی families کے ساتھ کیا بیت رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: 6500 آپ نے بتائے ہیں، میں کہتا ہوں 650 بھی اگر غائب ہیں تو کیوں غائب ہیں؟ دیکھیں بات یہ ہے کہ جب یہ تصور پیدا ہو جائے کہ صرف میں محب وطن ہوں اور جو بھی میرے خلاف بات کرے وہ غدار ہے، اسے اٹھاؤ، پکڑو اور غائب کر دو تو پھر ایسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اگر واقعی کسی نے غداری کی ہے تو قانون موجود ہے، عدالتیں موجود ہیں، انہیں عدالتوں میں لے کر جائیں، ماورائے عدالت کارروائی کا مطلب ہے کہ آپ کو اپنی عدالتوں پر اعتماد نہیں ہے، اس سے یہ تصور پیدا ہو رہا ہے کہ ملک میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ بلوچ کئی دفعہ احتجاج کر چکے ہیں لیکن چونکہ وہ علاقہ بھی غریب ہے اور بندے بھی غریب ہیں اس لیے کوئی سننے والا نہیں ہے۔ جب ایک گمشدگی ہوتی ہے تو پہلے کہا جاتا ہے کہ ہمیں تو معلوم ہی نہیں ہے۔ بعد میں کسی سڑک پر پھینکی ہوئی ٹارچر زدہ لاش مل جاتی ہے۔ بلوچستان کے ساتھ زیادتیوں کی کوئی حد نہیں ہے، حالانکہ سوئی گیس وہاں سے نکلتی ہے اور پورے ملک میں سپلائی ہوتی ہے لیکن بلوچستان کے لوگوں کو سب سے آخر میں ملتی ہے۔ حالانکہ ان کا حق تھا کہ سب سے پہلے ان کو گیس دی جاتی لیکن شاید ابھی بھی بلوچستان کے بعض علاقوں میں گیس نہیں پہنچائی گئی۔ ایک بات میں خاص طور پر واضح کروں گا کہ جو لوگ غائب کیے جاتے ہیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قوم پرست ہیں۔ قوم پرست سے مراد یہ ہے کہ بلوچستان میں رہتا ہے اور بلوچستان کی بات کرتا ہے، سوال یہ ہے کہ قوم پرست تنظیمیں کیوں بنیں؟ کیوں یہ لوگ احتجاج کر رہے ہیں؟ سیدھی سی بات ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے اس ملک میں اسلام نافذ نہیں کیا بلکہ کرنے ہی نہیں دیا گیا تو پھر ظاہر ہے قوم پرست جماعتیں ہی وجود میں آئیں گی۔ جب آپ اس نظریہ کی ہی مخالفت پر ڈٹ جائیں گے جس کی بنیاد پر ملک بنا تھا تو ظاہر ہے دوسرے نظریات سر اُٹھائیں گے۔ اسی وجہ سے قوم پرستی نے بھی سر اُٹھایا۔ اگر آپ اسلام کو نافذ کرتے تو یہ سارے تصورات سر نہ اُٹھاتے کیونکہ اسلام نے ہی سب کو جوڑا تھا اور اسلام کی بنیاد پر ہی سب ایک قوم بن سکتے تھے۔ لیکن جب آپ نے بنیاد کو چھوڑ دیا تو اب لسانی، علاقائی، نسلی اور صوبائی تعصبات ہی غالب ہوں گے۔ حقیقت میں قومی سالمیت اور بقاء کے خلاف سب سے بڑی غداری تو آپ خود کر رہے ہیں۔ الزام آپ قوم پرستوں پر لگاتے ہیں۔ انہیں آپ غدار کہتے ہیں اور خود کو محب وطن کہتے ہیں، یہ کیسی محب وطنی ہے کہ آپ دو قومی نظریہ سے ہی انحراف کر رہے ہیں، اسلام سے غداری کر رہے ہیں اور الزام دوسروں پر لگا رہے ہیں۔ یہ بہت غلط رویہ ہے جو انتشار اور فساد کی اصل جڑ ہے۔ اس رویہ کو بدلنے کی ضرورت ہے ورنہ یہ لاوا کسی وقت پھٹے گا اور بہت زیادہ نقصان ہو جائے گا۔ پاکستان کے دشمن تو چاہتے ہیں کہ اس کے ساتھ ایسا ہی ہو لیکن آپ خود بھی تھوڑا خیال کریں کہ آپ دشمن کو مواقع کیوں دے رہے ہیں۔ جب پُرامن مارچ کرنے والے

بلوچوں کے ساتھ بھی آپ ایسا سلوک کریں گے تو پھر دنیا میں پروپیگنڈا تو پھیلے گا ہی۔

سوال: بلوچ یکجہتی مارچ 6 دسمبر کو بلوچستان سے شروع ہوا اور جب یہ اسلام آباد پہنچا تو اس پر ریاستی تشدد شروع ہو گیا۔ آپ جانتے ہیں کہ اس مارچ میں شیر خوار بچے اُٹھائے ہوئے خواتین بھی شامل تھیں، اسی پچاسی سالہ بزرگ خواتین بھی شامل تھیں، اسلام آباد پہنچتے ہی ان پر لاٹھی charge ہوتا ہے، دسمبر کی شدید سردی میں ان پر واٹر کینن کا استعمال ہوتا ہے اور پھر ان پُرامن مظاہرین کی گرفتاریاں بھی شروع ہو جاتی ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ جو پسے ہوئے طبقات اپنے مطالبات لے کر دارالحکومت پہنچتے ہیں تاکہ اپنے مسائل اجاگر کر سکیں، اگر ان کے ساتھ بھی ایسا سلوک ہوگا تو وہ ریاست سے کیا توقع لگائیں کہ ریاست ان کے مسائل حل کرے گی؟

رضاء الحق: ہمارے آئین کی دفعات 8 سے لے کر 28 تک بنیادی انسانی حقوق کی بات کی گئی ہے لیکن ان دفعات کو مختلف ادوار میں مختلف طریقہ کار سے مسخ کیا گیا، انہیں پس پشت ڈالا گیا اور روندا گیا۔ بدقسمتی سے قائداعظم اور لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد پاکستان پر اس اشرافیہ کا قبضہ ہو گیا جو انگریزی نظام کے سائے تلے پروان چڑھی تھی۔ ان میں زیادہ تر جاگیردار تھے، پھر انہی میں سے سرمایہ دار بن گئے اور آج تک وہی نظام پر حاوی ہیں اور سول ملٹری بیوروکریسی میں بھی اعلیٰ سطح پر انہی کا راج ہے۔ سیاست میں بھی وہی چند بڑے خاندان ہیں جو ہر حکومت میں ہوتے ہیں۔ اسی اشرافیہ کے امتیازی سلوک کی وجہ سے 1971ء میں بنگلہ دیش الگ ہو گیا اور اس کے بعد بھی اس اشرافیہ نے سبق نہیں سیکھا اور بعض علاقوں کے عوام کے ساتھ اسی طرح کا رویہ روا رکھا۔ خاص طور پر بلوچستان کے ساتھ زیادتیوں کا سلسلہ 1971ء کے بعد بھٹو کے دور سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ بلوچستان کے سرداروں نے سیاسی پارٹیوں میں اپنی جگہ بنالی لیکن بلوچ عوام کا ان سرداروں نے استحصال کیا۔ یہاں تک کہ عام بلوچوں کو بنیادی انسانی حقوق بھی میسر نہیں ہیں۔ پرویز مشرف کے دور سے بلوچستان میں extra judicial killing کی وبا بھی پھوٹ پڑی جس میں نام نہاد war on terror کے نام پر لوگوں کو اُٹھایا جانے لگا جن کو mising persons بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح کے ایک کیس میں بالاچ مولا بخش کی دوران حراست موت ہو گئی جس کے بعد حالیہ بلوچ مارچ شروع ہوا۔ اس وقت سپریم کورٹ کے اندر چیف جسٹس آف پاکستان قاضی فائز عیسیٰ اور جسٹس اطہر من اللہ جیسے دو ججز موجود ہیں جو ماضی میں جبری گمشدگی کے معاملے کو اُٹھاتے رہے ہیں لیکن آج کوئی خاطر خواہ کارروائی نہیں کی جا رہی۔ پھر یہ کہ بلوچستان میں روزگار بھی نہیں ہے، سوئی گیس وہاں سے نکلتی ہے، معدنیات وہاں سے نکلتی ہیں، ہمارے اپنے official figures کے مطابق تقریباً 6.5+ ٹریلین ڈالرز کی معدنیات بلوچستان سے حاصل ہوتی ہیں، جبکہ unofficial ڈاکومنٹس کے مطابق یہ رقم 50 ٹریلین ڈالرز تک جاتی ہے لیکن اس کا فائدہ بلوچوں کو نہیں ہو رہا۔ اگر کان کنی کی جاتی ہے تو وہ بلیک مارکیٹ میں لا کر کراچی میں فروخت کی جاتی ہے۔ ایسے بہت سارے مسائل ہیں

> **ملک میں آئین اور قانون کی بالادستی قائم ہوگی تو استحکام بھی آئے گا، ملک ترقی بھی کرے گا ورنہ جو صورتحال ہے یہ جاری رہی تو خدانخواستہ بہت بڑے سانحات سے گزرنا پڑ سکتا ہے۔**

جو بلوچوں کو درپیش ہیں۔ ان کے حل کے لیے ریاست کو اپنی رٹ تو قائم کرنی ہوتی ہیں، اس میں کوئی شک نہیں لیکن وہ رٹ ظلم اور زبردستی کی بنیاد پر قائم نہیں کی جا سکتی، لوگوں کو ان کے جائز حقوق دیے جائیں، ان کے وسائل پر ان کا جو جائز حق ہے وہ ان کو دیا جائے تو بات بنے گی ورنہ جس طرح کے حالات ہم نے مشرقی پاکستان میں پیدا کیے وہ یہاں بھی پیدا ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ جوان کے جائز مطالبات ہیں ان کو بڑے تحمل سے سنیں اور ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

سوال: گزشتہ 75 سالوں میں بلوچستان کو جائز حقوق سے محروم رکھا گیا، پھر وہاں کئی آپریشنز بھی کیے گئے، بیرونی مداخلت بھی بہر حال وہاں پر ہے، جیسا کہ انڈیا کے کلبھوشن کا رنگے ہاتھوں پکڑا جانا، یہ سب چیزیں اپنی جگہ ہیں لیکن اس وقت ہم دیکھیں تو پاکستان کے نگران وزیراعظم بھی بلوچستان سے ہیں، سینٹ کے چیئرمین اور چیف جسٹس بھی بلوچستان سے ہیں، پھر نگران وزیر داخلہ جنہوں نے حال ہی میں استعفیٰ دیا ہے وہ بھی بلوچستان سے ہیں، ان سب کلیدی عہدوں پر تعیناتی کے باوجود بھی اگر بلوچستان کے مسائل حل نہیں ہو رہے تو یہ کس بات کا پیغام ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ دیکھیں گے کہ بلوچستان کے سیاستدان جب اپوزیشن میں ہوتے ہیں تو وہ بلوچستان کے مسائل کو سر پر اُٹھا لیتے ہیں لیکن جونہی وہ خود حکمران بنتے ہیں تو وہ بلوچوں کے ساتھ دوسروں سے بڑھ کر ظلم اور ناانصافی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر اختر مینگل بلوچستان نیشنل پارٹی کے سربراہ ہیں، انہوں نے بلوچستان کے مسائل کے حل کے لیے مشہور 6 نکاتی فارمولا دیا تھا، حالیہ بلوچ مارچ کے خلاف جو کچھ اسلام آباد میں ہوا اس پر انہوں نے بڑی جذباتی تقریر کی کہ اگر ان کو انصاف نہ ملا تو گورنر ان کی پارٹی کا ہے وہ استعفیٰ دے دے گا۔ لیکن وہ استعفیٰ ابھی تک ہوا میں ہی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بلوچستان کے سیاسی رہنما صرف ذاتی مفادات کے لیے بلوچستان کے حوالے سے آواز اُٹھاتے ہیں اور جوں ہی ان کا مفاد پورا ہوتا ہے وہ بلوچستان کے مسائل بھول جاتے ہیں۔ سرفراز بگٹی جب اپوزیشن میں تھے تو بلوچوں کے حقوق کے حوالے سے بہت شور شرابہ کرتے تھے لیکن نگران وزیر داخلہ بن گئے تو انہوں نے بلوچ یکجہتی مارچ کی مخالفت کی کہ یہ لوگ انڈیا سے ملے ہوئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح چیف جسٹس قاضی فائز عیسیٰ کو دیکھ لیجئے، انہوں نے فیض آباد دھرنے کا کیس اُٹھا لیا لیکن بلوچستان کے مسئلے کو نہیں اُٹھایا۔ بلوچ یکجہتی مارچ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس پر انہوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں جو بھی سیاستدان واویلا کرتے ہیں، چاہے ان کا تعلق بلوچستان سے ہو، سندھ سے ہو یا پنجاب سے ہو، ان کا مسئلہ صرف اور صرف اقتدار ہوتا ہے۔ آج سے تقریباً 35 سال پہلے پنجاب میں بڑا زور کا نعرہ لگا تھا جاگ پنجابی جاگ تیری پگ نوں لگ گیا داغ۔ یہ نعرہ پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف لگایا گیا تھا، لیکن وہی نعرہ لگانے والے آج اپنے اقتدار کی خاطر اسی پیپلز پارٹی کے ساتھ سیٹ ایڈجسٹمنٹ کر رہے ہیں۔

سوال: آپ کا خیال ہے کہ یہ نعرے بازی اور سیاستدانوں کا صوبائیت کا کارڈ وغیرہ اس کے کوئی اثرات نہیں ہوتے؟

ایوب بیگ مرزا: سیاستدان اگر اپنے صوبے کے مسائل کا رونا روتے ہیں تو جب وہ اقتدار میں آتے ہیں تو انہیں وہ مسائل حل بھی کرنا چاہئیں، صرف اقتدار کے لیے نعرے بازی انتہائی غلط ہے۔

سوال: بلوچ عوام کے حقوق کے لیے آواز اٹھانا، احتجاج کرنا بلوچیوں کا جمہوری حق ہے اور یہ انہیں ملنا چاہیے لیکن اس مارچ میں ایک controversial بات

یہ ہوئی کہ بلوچ رہنماؤں نے جو تقریریں کیں، جو نعرے لگائے وہ پنجابیوں کے خلاف تھے، اس بات کو social میڈیا پر بہت زیادہ اچھالا جا رہا ہے۔ یہ طرزِ عمل کس قدر نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے؟

رضاء الحق: سوشل میڈیا اس وقت افکار کا جنگل بن گیا ہوا ہے جہاں آپ کو بھانت بھانت کی بولیاں نظر آتی ہیں۔ مین سٹریم میڈیا پر وہی بیانیہ نظر آتا ہے جو ریاست چاہتی ہے جبکہ سوشل میڈیا پر دونوں طرف کا بیانیہ موجود ہوتا ہے۔ کچھ ایسے نعرے بھی ہوتے ہیں جو کہ بکتے ہیں۔ پھر یہ کہ سوشل میڈیا پر جتنی متنازعہ بات ہوگی وہ اتنی ہی زیادہ پھیلے گی۔ یہی معاملہ سیاسی نعروں کا بھی ہوتا ہے۔ عرب اسپرنگ بھی سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلی تھی۔ پھر 2006ء میں امریکہ کے سب سے معروف عسکری جریدہ نے پاکستان کا ایک نقشہ پیش کیا تھا جس میں بلوچستان بھی الگ تھا اور بہت سے حصے بخرے کرکے بہت چھوٹا سا پاکستان دکھایا تھا۔ یہ کسی بیانیہ کو ایک ہوا دینے کی کوشش تھی جس کو سوشل میڈیا نے اُچھالا۔ اب بلوچستان یکجہتی مارچ بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہوتا ہوا جب اسلام آباد پہنچا ہے تو اس نے بھی یہاں آ کر وہی نعرہ لگایا ہے جو بکتا ہے یعنی پنجاب کے خلاف نعرے لگائے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جب آپ ملک کو ایک بائنڈنگ فورس کے ذریعے متحد نہیں کرتے تو پھر جو علیحدہ کرنے والی فورسز ہوتی ہیں وہ بکنا شروع ہوجاتی ہیں اور آپ نے دیکھا سندھ میں بھی ایسے نعرے لگتے ہیں، کے پی میں بھی لگتے رہے ہیں، جنوبی پنجاب میں بھی ایسے نعرے لگتے ہیں۔ اس لیے کہ پنجاب میں نسبتاً ترقی اور خوشحالی زیادہ ہے، حالانکہ سندھی، بلوچی، سرائیکی، پختون یہاں آتے ہیں تو ان کو بھی روزگار ملتا ہے، ان کو یہاں ترقی کے مواقع بھی ملتے ہیں۔ دوسرا ہمارے ہاں ریاستی بیانیے بھی بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی ہمیں منظور پشتین اور علی وزیر وغیرہ کے بارے میں بتایا جاتا تھا کہ وہ ریاست کے خلاف کام کر رہے ہیں لیکن پھر انہی لوگوں کو پاک صاف بتا کر اسمبلیوں میں بھی بٹھایا گیا۔ اگر انہوں نے واقعی بغاوت کی تھی تو پھر انہیں اسمبلیوں میں کیوں بٹھایا گیا اور وہ پاک صاف تھے تو اب انہیں دوبارہ گرفتار کیوں کیا جا رہا ہے؟ معلوم ہوا کہ خود اپنی پالیسیوں میں ہی استحکام نہیں ہے۔ یہ نظریہ ضرورت کے تحت پالیسیوں کے بدلنے کی جو روش ہے اس کو ہمیں ترک کرنا پڑے گا۔ بہرحال سوشل میڈیا پر نفرت کے جو بیج بوئے جا چکے ہیں اگر اس کے اثرات کو زائل کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو بڑا نقصان ہوسکتا ہے مگر طاقت اور جبر کے راستوں سے یہ اثرات زائل نہیں ہوں گے بلکہ جائز حقوق دینے سے ہوں گے۔

سوال: اگر بلوچ رہنماؤں نے پنجاب کے خلاف نعرے نہ لگائے ہوتے تو ہم کہتے کہ سوشل میڈیا پر غلط مہم چلائی جارہی ہے لیکن اگر انہوں نے واقعی ایسا کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے خود ثابت کر دیا ہے کہ وہ ملک دشمن کی زبان بول رہے ہیں تو اس میں سوشل میڈیا کا رول کیا بُرا ہوا؟

رضاء الحق: سیاسی نعروں کی اپنی افادیت ہوتی ہے اور اگر کسی جگہ پر سیاسی نعرہ بکتا ہے تو اس کو سوشل میڈیا اچھالتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اگر کسی نے دوسرے صوبے کے خلاف بات کی ہے تو صرف اس بنیاد پر اس کو بغاوت اور غداری قرار نہیں دینا چاہیے۔ آپ ان کے اس رویہ پر احتجاج کر سکتے ہیں، تنقید کر سکتے ہیں بلکہ کسی حد تک سرزنش بھی کریں لیکن سیدھا یہ کہنا کہ وہ ملک دشمن ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ ایک فیڈریشن ہے، اختلافات ہوسکتے ہیں لیکن سب نے ساتھ مل کر چلنا ہے تو ملک چلے گا۔ البتہ سوشل میڈیا پر کسی کا کنٹرول نہیں ہے وہاں ایسی متنازعہ چیزوں کو ہوا دی جاتی ہے۔

سوال: جیسا آپ نے آغاز میں بتایا کہ پاکستان میں ماورائے آئین وقانون اقدامات کیے جا رہے ہیں، لوگوں کو ان کا جرم بتائے بغیر اٹھا لیا جاتا ہے۔ ایک جمہوری ملک میں اس طرح کا طرزِ عمل اگر جاری رہے تو اس کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ انگریزی دور میں بھی سیاسی کارکنوں کے ساتھ ایسا ظلم نہیں ہوا ہوگا جو آج ہو رہا ہے۔ اُس دور میں مذہبی علماء اور مجاہدین کے ساتھ ضرور ظلم ہوا لیکن سیاسی کارکنوں کو اگر گرفتار کیا جاتا تھا تو ان کے متعلق فیصلے عدالتیں کرتی تھیں کہ وہ مجرم ہیں یا نہیں ہیں لیکن آج آئین اور قانون کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ جب یہاں آئین کے مطابق الیکشن نہیں ہو رہے تو اور کیا ہوگا۔ اب جو الیکشن ہونے جا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ الیکشن سے زیادہ سلیکشن ہوں گے۔ قوم کے اربوں روپے اس سلیکشن پر خرچ ہوں گے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لہٰذا میں تمام اداروں سے گزارش کرتا ہوں کہ 1971ء جیسی صورتحال پیدا نہ کریں۔ اس وقت بھی اسی طرح کے الیکشن ہوئے تھے۔ بی بی سی نے کہا الیکشن ہوئے نہیں بلکہ الیکشن عوام کے منہ پر مارے جا رہے ہیں۔ 1971ء میں ایسی روش کا جو نتیجہ نکلا وہ سب کے سامنے ہے۔ ہمیں ماضی سے سبق سیکھنا چاہیے۔

سوال: پاکستان علاقائی، لسانی، نسلی تعصبات، بدامنی اور سیاسی اور معاشی عدم استحکام کا شکار ہے، کیا دشمن ایسی صورتحال سے فائدہ نہیں اُٹھائے گا۔ پاکستان کو مستحکم کرنے اور اس کی بقا اور سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے حکومت کو کیا اقدامات کرنے ہوں گے؟

رضاء الحق: کوئی ریاست تاریخی کی بنیاد پر کھڑی ہوتی ہے، کوئی جغرافیائی، کوئی نسلی اور کوئی لسانی بنیادوں پر قائم ہوتی ہے، پاکستان جس نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا ہے اسی نظریہ کو ہم لاگو کریں گے تو پاکستان میں استحکام آئے اور اس کی بقاء اور سلامتی کو لاحق خطرات بھی کم ہوں گے۔ 1947ء سے پہلے نہ تو پاکستانی نام کی کوئی قوم تھی، نہ یہاں پاکستان کی کوئی تاریخ تھی، نہ ہی نسلی یا لسانی بنیادوں پر پاکستان قائم ہوا تھا۔ اسلام واحد ایسی چیز تھی جس نے بنگال، پنجاب، سندھ، سرحد، بلوچستان اور کشمیر کے لوگوں کو جوڑ کر ایک پاکستانی قوم بنایا تھا۔ جیسے قرآن سے رہنمائی ملتی ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ⑩﴾ (الحجرات)

''یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں' پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو' تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اگر ہم قرآن وسنت کو نافذ کرتے تو آج یہ حالات نہ ہوتے لیکن ہم نے شروع دن سے ہی نظریۂ پاکستان کی مخالف سمت میں چلنا شروع کر دیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ شروع میں قراردادِ مقاصد بھی پاس ہوگئی، 31 علماء کے 22 نکات بھی سامنے آگئے، آئین میں اسلامی دفعات بھی شامل ہوگئیں لیکن عملی طور پر ہم نے اس کے خلاف کیا جس کا یہ نتیجہ ہے۔ اب استحکام کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اصل نظریہ کی طرف لوٹ آئیں، اپنے آئین کو مکمل اسلامی بنائیں، انگریزی نظام کے سائے تلے پروان چڑھنے والی اشرافیہ کو لگام دیں، انہیں بھی آئین اور قانون کا پابند بنائیں، عوام کے جائز حقوق اور مطالبات پورے کریں، سب سے اہم یہ کہ ہماری اسٹیبلشمنٹ بھی آئین اور قانون کے دائرے میں رہ کر کام کرے اور اداروں کو سیاست سے پاک کیا جائے۔ یہ کام ہم کریں گے تو ملک میں استحکام بھی آئے گا، ملک ترقی بھی کرے گا ورنہ جو صورتحال ہے یہ جاری رہی تو بہت بڑے سانحات سے گزرنا پڑ سکتا ہے۔

۞۞۞

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام مختلف شہروں میں 11 روزہ ملک گیر مہم (15 تا 25 دسمبر 2023ء) کے دوران ''حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داریاں'' پر سیمینارز

حلقہ کراچی

25 دسمبر 2023ء بروز پیر شہر کراچی میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ''حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری'' کے عنوان سے جلسہ کا آغاز رات 08:00 بجے کیا گیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض امیر حلقہ کراچی شرقی ڈاکٹر انوار علی نے ادا کیے۔

ڈاکٹر انوار علی نے سب سے پہلے امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ، معزز مقررین، اور دیگر شرکاء کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں جلسہ کی غرض وغایت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ تنظیم اسلامی نے 15 دسمبر تا 25 دسمبر 23ء، 11 روزہ ملک گیر مہم ''حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری'' کے ذریعہ عوام الناس میں قضیہ فلسطین سے متعلق آگاہی اور مسئلہ فلسطین کو زندہ رکھنے کے لیے ہر سطح پر آواز بلند کرنے کی کوشش کی ہے۔ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں اور ایک جسدِ واحد کی مانند ہیں۔ قضیہ فلسطین تمام امت مسلمہ کا معاملہ ہے۔ جس کے لیے ہمیں ہر سطح پر آواز بلند کرنی ہے۔

تلاوت قرآن حکیم کے لیے قاری امداد اللہ عزیز کو دعوت دی گئی جنہوں نے سورۃ النساء کی آیات 74 تا 76 کی تلاوت اور ترجمہ سے حاضرین کو روحانی غذا فراہم کی۔

ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی، نائب امیر جماعت اسلامی

جلسہ کے افتتاحی خطاب کے لیے نائب امیر جماعت اسلامی ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی کو مدعو کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی ''حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری'' مہم کے ذریعہ قوم میں شعور اور بیداری پیدا کر رہی ہے۔ اہلِ غزہ پیغام دے رہے ہیں کہ مادی قوت تمہاری ہے لیکن اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ حماس کے مجاہدین نے صرف عسکری سطح پر ہی نہیں بلکہ اخلاقی طور پر بھی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کر کے اسلامی جہاد کی روح بیدار کی ہے۔ حماس کی قید میں رہنے والوں کے ایسے بیانات بھی سننے کو ملے ہیں کہ ہم ان کی قید میں خود کو محفوظ تصور کر رہے تھے اور اصل خوف اسرائیل کی شدید بمباری سے تھا۔

ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی، رکن اسلامی نظریاتی کونسل

پروگرام کے دوسرے مقرر ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی تھے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہماری بے بسی کی وجہ یہ ہے کہ ہم وہن کا شکار ہو گئے ہیں۔ اس وقت دنیا میں 2 ارب سے زیادہ مسلمان ہیں لیکن زبانی طور پر احتجاج کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے حکمران مسئلہ فلسطین کا حل دو ریاست قرار دیتے ہیں حالانکہ القدس اور مسجد اقصیٰ، قیامت تک کے لیے وقفِ اسلامی ہے۔ اسے کوئی تقسیم نہیں کر سکتا۔ قضیہ فلسطین پوری امت مسلمہ کا معاملہ ہے۔

آصف لقمان قاضی، ڈائریکٹر امور خارجہ جماعت اسلامی

بعد ازاں جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے آصف لقمان قاضی نے کہا کہ 7 اکتوبر کو حماس کے مجاہدین نے اپنے پاک لہو سے ایک نئی تاریخ رقم کی۔ 7 اکتوبر کے واقعے کے بعد دنیا 2 حصوں میں تقسیم ہو گئی ہے۔ مغربی دنیا کے اعلیٰ انسانی اقدار کے دعوؤں کی بدنما حقیقت آشکار ہو گئی ہے۔ اسلامی نظام حکومت اور اس کے لیے جدوجہد کی اہمیت ہم پر واضح ہو گئی ہے، اب ہمیں اس کے لیے کمر کس لینی چاہیے۔ غزہ میں انسانی حقوق کے تمام بین الاقوامی معیارات کو روندتے ہوئے مسلسل بمباری کی جا رہی ہے جبکہ امتِ مسلمہ کے حکمران اور مقتدر طبقات خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

آصف لقمان قاضی کے بعد، حافظ محمد ایاز نے ایک نظم ''میں فلسطین ہوں'' کے اشعار پیش کیے اور اپنی دلسوز اور روح پرور آواز کے ذریعہ سامعین کے دلوں کو گرمایا۔

ڈاکٹر خالد قدومی، سینئر رہنما حماس اور حماس کے مغربی ایشیا اور پاکستان کے ترجمان

جلسہ کے چوتھے مقرر ڈاکٹر خالد قدومی تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ فلسطین کے ایک ذرہ پر بھی اسرائیل کا کوئی حق نہیں۔ یہ بات ہمیں یاد رکھنی چاہیے اور دوسروں کو بھی یاد کروانی ہے۔ طوفان الاقصیٰ آپریشن اسرائیل کے 75 سالہ ظلم کا نتیجہ ہے۔ مغربی دنیا کے حکمرانوں کا جو موقف بدل رہا ہے۔ یہ صرف عوام کے دباؤ کی وجہ سے ہے انہیں ہمارے بچوں اور عورتوں کی شہادت کا غم نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ 7 اکتوبر 2023ء سے پہلے بھی فلسطین کے مسلمانوں پر اسرائیل کا ظلم جاری تھا اور پوری دنیا تماشائی بنے بیٹھی رہی بلکہ کئی اہم مسلمان ممالک تو اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ فلسطین کے مسئلہ کا حل فلسطین میں رہنے والے ہی طے کریں گے۔ بہت جلد ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں فتح کی نماز ادا کریں گے۔ ان شاءاللہ!

مفتی محمد زبیر، رکن اسلامی نظریاتی کونسل و نائب مہتمم جامعۃ الصفہ

محترم خالد قدومی کے بعد مفتی محمد زبیر کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی کا یہ اجتماع امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ میں اہم کردار ادا کرے گا۔ مسجد اقصیٰ امتِ مسلمہ کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اُن مبارک جگہوں میں سے ہے جن کے لیے سفر کرنا باعث اجر وثواب ہے۔ تاریخ مسجد اقصیٰ کو نصاب میں شامل کر کے آنے والی نسلوں کو پڑھانے کی ضرورت ہے۔ یہ مغرب والے جانوروں کے حقوق تو بیان کرتے ہیں مگر انہیں غزہ کے بچوں کی نعشوں پر رونا نہیں آتا۔ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا گریٹر اسرائیل کے حوالے سے بیان سن کر اندازہ ہوتا ہے کہ اسرائیل کے مزید کیا ناپاک عزائم ہیں۔ پاکستان کے حکمرانوں سے مطالبہ ہے کہ اسرائیل کے حوالے سے قائداعظم کی پالیسی پر قائم رہیں۔

شجاع الدین شیخ، امیر تنظیم اسلامی

تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا کہ تنظیم اسلامی کی 11 روزہ ''حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری'' مہم کا مقصد عوام الناس میں آگاہی پیدا کرنا اور مسئلہ فلسطین کو زندہ رکھنا ہے۔ یہ کسی ایک جماعت کا کام نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ کا کام ہے۔ جو لوگ فلسطین میں شہید ہو رہے ہیں وہ تو زندہ ہیں مگر امت کا بہت بڑا طبقہ مردہ ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حماس کے مجاہدین اس وقت باطل قوتوں کے خلاف

مسجد اقصیٰ کی حفاظت اور امتِ مسلمہ کے بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ دعوتِ دین اور اقامتِ دین کا کام روحانی تربیت کے بغیر نہیں ہوسکتا اور یہ وصف حماس کے مجاہدین میں بنظرِ چشم دیکھا جاسکتا ہے۔ اسرائیل کے عوام تو نیتن یاہو کا گلا پکڑ رہے ہیں لیکن دوسری طرف حماس کے مجاہدین کے 7 اکتوبر کے طوفان الاقصیٰ آپریشن کے بعد غزہ کے عوام پر آنے والی سخت آزمائش کے باوجود بھی وہاں کے عوام حماس مجاہدین کے ساتھ کھڑے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہونے کا نتیجہ ہے۔ اسماعیل ہنیہ نے کہا ہے کہ اگر پاکستان جواب دے تو اسرائیل جنگ بندی کرسکتا ہے۔ اسرائیل کے ظالموں کو پتہ ہے کہ ان کا سب سے بڑا دشمن پاکستان ہے اور فلسطین کے مسلمانوں کو امید ہے تو وہ پاکستان سے ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سویلین اور عسکری قیادت کو معلوم نہیں کہ قائداعظمؒ کے فرمودات کی روشنی میں قیامِ پاکستان کے فوراً بعد پاکستان کی اسرائیل کے حوالے سے انتہائی واضح پالیسی، جو مستحکم دینی بنیادوں پر قائم ہے، بنادی گئی تھی۔ اُس پالیسی کے مطابق فلسطین میں دو ریاستی حل کی بات کرنا ناجائز صیہونی ریاست کو تسلیم کرنے اور اللہ سے سرکشی کے مترادف ہے۔ اسرائیل کی سہولت کار کمپنیوں کی مصنوعات کا مستقل بائیکاٹ جاری رکھا جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ فلسطینی مسلمانوں کی استقامت درحقیقت قوی ایمان اور اللہ پر توکل کا نتیجہ ہے۔ مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کو فلسطینی مسلمانوں کی سفارتی، سیاسی اور مالی مدد کے ساتھ ساتھ عسکری مدد بھی کرنا ہوگی۔ یہ ہماری غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی دعا کے ساتھ رات گیارہ بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اہل کراچی بڑی تعداد میں پروگرام میں شریک ہو کر کمال یکسوئی کے ساتھ تین گھنٹے ان اکابرین ملت کے خیالات سے مستفید ہوئے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس جلسہ میں تقریباً 2000 حضرات نے شرکت کی۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور محنت کی۔ رب کریم ان مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے اور اصلاح احوال کا ذریعہ بنائے۔ آمین! (مرتب: محمد سہیل، معتمد حلقہ کراچی جنوبی)

حلقہ اسلام آباد

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ''فلسطین میں مسلمانوں کے قتل عام اور عالم اسلام کی بے حسی'' کے عنوان کے تحت قومی سیمینار 24 دسمبر 2023ء کو منعقد ہوا۔ سیمینار کی صدارت امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حلقہ اسلام آباد کے امیر ڈاکٹر ضمیر اختر خان نے انجام دیئے۔ تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ مذکورہ سیمینار ''حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری'' کے عنوان سے 15 دسمبر تا 25 دسمبر 2023ء تک 11 روزہ ملک گیر مہم کا حصہ تھا۔ اس کا مقصد فلسطین کے مسلمانوں پر اسرائیل کے ہاتھوں ظلم و درندگی کے خلاف بین الاقوامی برادری کی حمایت حاصل کرنا اور فلسطینی عوام کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرنا تھا۔

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے خبردار کیا کہ ارضِ مقدس فلسطین کی سرزمین پر لگی آگ کے شعلے ہمارے گھروں میں داخل ہو رہے ہیں اور اس آگ سے اٹھتا دھواں ہماری دہلیزوں پر دستک دے رہا ہے۔ اگر ہم نے اب بھی ہوش کے ناخن نہیں لیے اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کیا تو پوری مسلم دنیا کے لیے اس کے خطرناک نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ انہوں نے سوال اُٹھایا کہ چونتیس ممالک کی تیار کردہ فوج کہاں ہے؟ کیا اس فوج کو صرف عرب بادشاہوں کی حفاظت کے لیے رکھا گیا ہے؟ انہوں نے عالم اسلام پر زور دیا کہ فلسطین میں اسرائیل کی ننگی جارحیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور بھرپور طریقے سے اپنے فلسطینی بھاؤں کی ہر ممکن مدد کریں۔ حماس کے ترجمان ڈاکٹر خالد قدومی نے حاضرین کو زمینی حقائق سے آگاہ کرتے ہوئے فلسطینی عوام کی شجاعت اور اور بلند ہمتی کی زندہ کہانیاں سنا کر مسلمانانِ عالم کی غیرتِ ایمانی کو للکارا۔ انہوں نے کہا کہ حماس ارضِ مقدس کے دفاع میں اسرائیلی فوجی قوت کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑی ہے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت ایوب بیگ مرزا نے کہا کہ پچھلے اڑھائی ماہ سے فلسطین میں نہتے مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ سب کچھ انسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار امریکہ بہادر اور اس کے مغربی اتحادیوں کی پشت پناہی سے ہو رہا ہے۔ اسرائیل کے ہاتھوں نہتے فلسطینی مسلمان شہداء کی تعداد بیس ہزار سے تجاوز کرچکی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ زخمی ہیں۔ تقریباً چھ لاکھ لوگ بے گھر ہو کر تاریک راتوں کو سحر کر رہے ہیں۔ دوسری طرف انسانی حقوق کے علمبرداروں کی پراسرار خاموشی کی وجہ سے اسرائیل ظلم و ستم کی نئی داستانیں رقم کر رہا ہے۔ جس کی وجہ سے فلسطین میں ایک نیا انسانی المیہ جنم لے رہا ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر ستم ظریفی یہ ہے کہ خود مسلم دنیا بھی ایک خاموش تماشائی کی طرح یہ سب کچھ دیکھ رہی ہے اور ٹس سے مس نہیں ہو رہی۔ پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمٰن عاصم نے بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ اسرائیل اور امریکہ کو سب سے بڑا خطرہ اسلامی ایٹمی پاکستان سے ہے۔ اسی لیے پاکستان کو اس جنگ سے دور رکھنے کے لیے جان بوجھ کر افغانستان کے ساتھ لڑانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ انہوں نے مسلمانانِ عالم کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے خبردار کیا کہ آج اصل آزمائش فلسطینیوں کی نہیں بلکہ مصر، اردن اور سعودی عرب میں بڑے بڑے محلات کے مکینوں کی ہو رہی ہے جو اس پوری صورتحال پر چپ سادھے بیٹھے ہیں۔ مولانا شبیر احمد کشمیری نے مسلمانانِ عالم کے ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا کہ ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق اس عظیم مقصد میں اپنا حصہ ڈالیں۔ علماء ممبر و محراب سے جہاد کریں، صحافی قلم سے کریں اور عام آدمی اگر بالفعل جہاد میں شامل نہیں ہوسکتا تو کم از کم اسرائیل کی پشت پناہ کمپنیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کر کے اس جہاد میں اپنا حصہ ڈالیں۔ سینئر صحافی حامد میر نے کہا کہ فلسطین کا مسئلہ صرف شعلہ بیان تقریروں اور مذمتی قراردادوں سے حل نہیں ہوگا۔ اس کے لیے میدان عمل میں کودنا پڑے گا اور اس کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ ہم ہر سطح پر اپنی آواز بلند کر کے فلسطینیوں کے مورال کو بلند کرتے رہیں۔ انہوں نے پاکستان کے مسلمانوں کی غیرتِ ایمانی کو للکارتے ہوئے کہا کہ اگر لندن میں آٹھ لاکھ لوگ باہر نکل کر اسرائیل کی ننگی جارحیت کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کرا سکتے ہیں اور امریکہ کے شہر نیویارک میں خود یہودیوں کی جانب سے احتجاجی مظاہرہ ہوسکتا ہے تو کیا ہم اتنے گئے گزرے ہیں کہ ہم پاکستان کے کسی بڑے شہر میں اسی نوعیت کا ایک بڑا مظاہرہ بھی نہیں کرسکتے۔ انہوں نے مسلمانان پاکستان کے ضمیر کو جھنجوڑتے ہوئے کہا کہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ اگر ہم اپنے فلسطینی بھائیوں کے لیے اور کچھ نہیں کرسکتے تو کم از کم ایک لاکھ لوگوں کو جمع کر کے اپنا احتجاج تو ریکارڈ کروا سکتے ہیں۔

(مرتب: ڈاکٹر اشرف علی، ناظم نشر و اشاعت حلقہ اسلام آباد)

حلقہ گوجرانوالہ

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ''حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری'' کے عنوان سے 17 دسمبر 2023ء کو رائلز میرج ہال گجرات میں ایک سیمینار منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز رات 8 بجے تلاوت قران مجید سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت گجرات کے ملتزم رفیق حافظ بلال ثاقب نے حاصل کی۔ اس کے بعد امیر حلقہ علی جنید میر نے نعتیہ اشعار پیش کیے۔ اسٹیج سیکریٹری کی ذمہ داری امیر حلقہ علی جنید میر نے ادا کی۔ اس سیمینار میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ کے علاوہ دو معزز مہمان بھی تشریف لائے جن میں گوجرانوالہ سے شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد مالک بھنڈر اور امیر ضلع جماعت اسلامی انصر دھول ایڈوکیٹ شامل تھے۔

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد مالک بھنڈر نے اپنے خطاب میں کہا کہ مسجد اقصیٰ واحد مسجد ہے جس میں تمام انبیاء نے نماز ادا کی ہے۔ ایسی مسجد اس زمین پر اور کوئی نہیں اس لیے مسلمانوں کے لیے مسجد اقصیٰ کی بہت اہمیت ہے۔ اس لیے اس کو کسی کے حوالے کر دینا غیرت دینی کے منافی ہے۔ انہوں نے فلسطینی مسلمانوں کے لیے تنہائی میں دعا کی اپیل کی۔

امیر ضلع جماعت اسلامی انصر دھول ایڈوکیٹ نے خطاب کا آغاز رسول اللہ ﷺ کی مسجد اقصیٰ سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے فلسطین کے مسلمانوں کی موجودہ حالت کا ذکر کرتے ہوئے امت مسلمہ کی بے حسی کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ فلسطین کے مسلمان جن پر دنیا کے تمام وحشی ٹوٹ پڑے ہیں اور ہمارے ملک کے وزیر اعظم فلسطین کے بارے میں ہماری 75 سالہ پالیسی کو تبدیل کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے حکمران کیا کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نگران وزیر اعظم کا دو ریاستی حل کا مطالبہ انتہائی افسوسناک ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے آواز اٹھائیں۔ فلسطینی مسلمانوں کی مالی اور اخلاقی مدد کریں۔ اپنی نئی نسل کو فلسطین کی تاریخ اور پس منظر کا مطالعہ کرنے کی اپیل کی۔

اپنے صدارتی خطبہ میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے آئے ہوئے معزز مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور ان کے بیان کردہ اہم نقاط کو دوہرایا اور ان کو سراہا۔ اس کے بعد انہوں کہا کہ قضیہ فلسطین پوری امتِ مسلمہ کا معاملہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حماس کے مجاہدین اس وقت باطل قوتوں کے خلاف مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت اور امتِ مسلمہ کے بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ مسئلہ فلسطین دینی و تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ پون صدی سے جاری صہیونی ظلم و جبر کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ 7 اکتوبر 2023ء کے بعد اسرائیل کی غزہ میں درندگی کا یہ عالم ہے کہ مظلوم عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو مسلسل بمباری کر کے شہید کیا جارہا ہے۔ مغرب جس کے سرخیل امریکہ اور برطانیہ ہیں۔ وہ فلسطینی مسلمانوں کی اس نسل کشی میں اسرائیل کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہیں اور اسرائیل کے انسانیت کے خلاف جرائم میں برابر کے شریک ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سویلین اور عسکری قیادت کو معلوم نہیں کہ قائداعظمؒ کے فرمودات کی روشنی میں قیامِ پاکستان کے فوراً بعد پاکستان کی اسرائیل کے حوالے سے انتہائی واضح پالیسی، جو مستحکم دینی بنیادوں پر قائم ہے، بنادی گئی تھی۔ اُس پالیسی کے مطابق فلسطین میں دو ریاستی حل کی بات کرنا ناجائز صہیونی ریاست کو تسلیم کرنے اور اللہ سے سرکشی کے مترادف ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ فلسطینی مسلمانوں کی استقامت درحقیقت قوی ایمان اور اللہ پر توکل کا نتیجہ ہے۔ مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کو فلسطینی مسلمانوں کی سفارتی، سیاسی اور مالی مدد کے ساتھ ساتھ عسکری مدد بھی کرنا ہوگی۔ یہ ہماری غیرتِ ایمانی کا تقاضا ہے۔ امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے حاضرین سے اپیل کی کہ وہ ان تمام پراڈکٹس کا بائیکاٹ کریں جو براہ راست یا بالواسطہ اسرائیل کو سپورٹ کرتی ہیں۔ فلسطین کے مسلمانوں کی اخلاقی مدد کے علاوہ مالی مدد بھی کریں۔ ان کے لیے دعا کا اہتمام کریں۔ اور اپنے بچوں مسجدِ اقصیٰ کی تاریخی اور دینی اہمیت سے آگاہ کریں۔

پروگرام کے آخر پر امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے دعا کروائی۔ اس سیمینار میں تقریباً ایک ہزار کے قریب مرد و خواتین نے شرکت کی۔ حاضرین محفل کو فلسطین کے حوالے سے ندائے خلافت کا خصوصی شمارہ تحفے کے طور پر پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ رفقاء تنظیم کی اس بھرپور کوشش کو قبول و منظور فرماتے ہوئے ان کو بہترین اجر سے نوازے۔ (رپورٹ: رانا محمد ضیاء الحسن، ناظم نشر و اشاعت حلقہ گوجرانوالہ)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''جامع مسجد شہر یار برلب نہر کنارہ 165 والا پل صادق آباد ضلع رحیم یار خان (حلقہ سکھر)'' میں

21 تا 28 جنوری 2024ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

26 تا 28 جنوری 2024ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (سماجی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0332-7294618 / 0302-8638199

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام سالانہ اجتماع برائے رفیقات

حلقہ کراچی جنوبی خواتین کا سالانہ اجتماع 24 دسمبر بروز اتوار ڈیفنس اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ مہمان خصوصی بیگمات امیر محترم تھیں ۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز سورۃ بنی اسرائیل کی تلاوت سے ہوا جس کی سعادت ام ریان صاحبہ نے حاصل کی ۔ اس کے بعد اہلیہ منصور صاحبہ نے قرآنی آیات کا ترجمہ بیان کیا۔ اسٹیج پر میزبانی کے فرائض اُم ابراہیم انجام دے رہی تھیں۔

خاتم النبیین سید المرسلین رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفی ﷺ کے حضور گلہائے عقیدت اہلیہ منصور صاحبہ نے پیش کیا۔ اصلاح نفس کی مناسبت سے لانڈھی کی رفیقہ اہلیہ قدیر صاحبہ نے صبر کے موضوع پر پُرتاثیر بیان کیا۔ انہوں نے آل یاسر ؓ اور مصعب بن عمیر ؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام ؓ کی مثالوں سے صبر کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی ۔ ’’ماحول ہم پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں‘‘ پر بنت اشرف نے بڑے ناصحانہ انداز میں غفلت اور اس کے اسباب پر اظہار خیال کیا۔ تیسرا بیان ام طٰہٰ صاحبہ کا تزکیہ نفس پر تھا جو انہوں نے قد افلح من زکھا (سورۃ الشمس) کے تناظر میں دیا۔

10:30 بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ ۔ وقفہ کے دوران چائے کے ساتھ رفیقات کا آپس میں باہمی ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔

11 بجے رفیقات پنڈال میں واپس آئیں ۔ جہاں اہلیہ عامر صاحبہ اسٹیج پر موجود تھیں ۔ ’’سفر آخرت‘‘ پر ان کا بڑا ہی جھنجھوڑ دینے والا بیان تھا، جس سے آخرت کے مظاہر اور ہماری بے حسی بڑے ہی موثر انداز میں سامنے آئی ۔ اہلیہ اوّل امیر محترم نے حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری کے عنوان سے بڑا ہی گرما دینے والا پُرجوش درس دیا۔ انہوں نے بتایا کہ بطور رفیقات ہمارے کرنے کے اصل کام دعاؤں کا اہتمام، نفل نمازوں کی کثرت، گناہوں سے اجتناب، اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ اور بچوں میں شوق جہاد پیدا کرنا ہے۔ انہوں نے تاریخ کے مطالعے پر بھی زور دیا جو ہماری اصل ہے۔

اہلیہ دوم امیر محترم نے ’’رفیقات تنظیم کا نظم سے تعلق اور ذمہ داریاں‘‘ احسن انداز میں بیان فرمائی۔ انہوں نے بتایا کہ بطور رفیقہ نظم سے جڑے رہنا کتنا ضروری اور اہم ہے۔ اس کے بعد اُم ابراہیم نے امیر حلقہ کا تحریری پیغام پڑھ کر سنایا۔ امیر حلقہ کی جانب سے رفیقات کو بہت ہی خوبصورت الفاظ کے ساتھ ان کی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا۔

اس کے بعد اُم ابراہیم نے ہمشیرہ نعمان کو اسٹیج پر مدعو کیا۔ ہمشیرہ نعمان نے اپنے مخصوص دھیمے دھیمے لہجے میں میزبان ٹیم کا شکریہ ادا کیا اور بڑے جامع الفاظ میں قیادت سے جڑے رہنے کی اہمیت واضح کی ۔ انہوں نے چند اشعار کی صورت میں ثابت قدمی اور استقامت پر زور دیا:

ابھی ہیں کچھ امتحان باقی ‘ فلاکتوں کے نشان باقی
قدم نہ پیچھے ہٹیں کہ قسمت ابھی ہمیں آزما رہی ہے
رئیسؔ اہل نظر سے کہہ دو کہ آزمائش سے جی نہ ہاریں
جسے سمجھتے تھے آزمائش وہی تو بگڑی بنا رہی ہے!

آخر میں ام عبداللہ صاحبہ نے دعا کرائی اور یوں یہ ایمان افروز محفل کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ تمام رفقیات تنظیم کی جہد و سعی کو قبول فرما کر دنیوی و اُخروی کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین یارب العالمین! (تحریر: اہلیہ ساجد)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام مظاہرہ

حلقہ خیبر پختونخوا ’’جنوبی نے حرمت مسجد اقصیٰ اور ہماری ذمہ داری‘‘ مہم کے سلسلے میں پریس کلب پشاور کے سامنے ایک مظاہرے کا انعقاد کیا۔ یہ مظاہرہ 15 نومبر، 2023ء کو صبح 11 بجے شروع ہوا اور 12 بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس مظاہرے میں 83 رفقاء و احباب نے شرکت کی ۔ جس میں مقامی تنظیم پشاور شہر، پشاور صدر، پشاور غربی، نوشہرہ، مردان، منفرد اسرہ صوابی، ناصر پور اور حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

اس مقصد کے لیے 50 ٹی بورڈز اور 7 بینرز چھپوائے گئے ۔ مظاہرین پریس کلب اور ریلوے سٹیشن پشاور صدر کے درمیان والی سڑک پر دونوں اطراف میں کھڑے رہے۔ انھوں نے ہاتھوں میں ٹی بورڈز اور بینرز اُٹھا رکھے تھے۔ انہیں ہدایات جاری کی گئی تھیں کہ ٹریفک کی راوانی میں کوئی خلل نہ پڑنے پائے اور انتہائی پُرامن رہیں۔ کچھ رفقاء نے ہینڈ بلز اور سہ ورقہ کی تقسیم کی ذمہ داری ادا کی اور آنے جانے والوں میں پمفلٹس تقسیم کیے۔ مظاہرے کے لیے ساؤنڈ سسٹم کا بھی بندوبست کیا گیا تھا۔ مظاہرے سے محترم فضل باسط ناظم تربیت حلقہ، محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود امیر مقامی تنظیم مردان، محترم محب الرحمٰن، رفیق مقامی تنظیم پشاور غربی، محترم سلیمان، رفیق مقامی تنظیم مردان اور محترم محمد شمیم خٹک امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے شرکاء کو مسجد اقصیٰ کی حرمت کے ضمن میں آگاہی دی۔ انہوں نے مظلوم فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کے خلاف شدید الفاظ میں مذمت کی، جنگ بندی کے لیے مسلمان حکمرانوں کو اپنے کردار ادا کرنے کے لیے اور وحشیانہ بمباری بند کرانے و فلسطینی مسلمانوں کے قتل عام اور ان کی نسل کشی روکنے کے لیے آگے بڑھ کر کام کرنے کی تلقین کی۔

محکمہ پولیس کی مقامی انتظامیہ و ذمہ دار نے امیر حلقہ سے گفت و شنید کی اور اس احتجاجی مظاہرے کے ضمن میں کچھ معلومات حاصل کیں۔

آخر میں امیر حلقہ نے اختتامی کلمات ادا کیے اور رفقاء و احباب کا اس مظاہرے میں شرکت پر شکریہ ادا کیا۔ امیر حلقہ نے انتظامیہ اور میڈیا کے افراد کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

مظاہرے کے دوران انتظامیہ اور میڈیا کے افراد نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ ڈان نیوز، ARY نیوز، GNN اور دیگر نیوز چینلز نے امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محترم محمد شمیم خٹک اور محترم فضل باسط صاحب کے تاثرات ریکارڈ کیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(رپورٹ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

❁❁❁

غزہ میں اسرائیلی جارحیت کا شکار بچے بھی پُرعزم

غزہ (صباح نیوز) غزہ میں اسرائیلی جارحیت کا شکار بچے بھی پرعزم ہیں۔ غزہ کے ایک معصوم بچے کا عربی زبان میں لکھا گیا خط سوشل میڈیا پر وائرل ہو گیا ہے۔ ایکس پر جاری ہونے والے خط میں بچے نے اپنا گھر بار چھوڑتے ہوئے القسام کے مجاہدین کو مخاطب کیا ہے۔ بچے نے لکھا ہے کہ ہم آپ کے لیے پیسے اور کھانا چھوڑے جا رہے ہیں، بچے نے لکھا ہے کہ، اللہ کے پیارے بندو، ہم نے اپنا گھر بار یہ سوچ کر چھوڑا کہ آپ یہاں ہو تو یہ محفوظ ہے، آپ کا شکریہ، ہم ضرور اپنے گھروں کو واپس لوٹیں گے، باورچی خانے کی الماری میں ہم نے آپ کے لئے کھانا رکھا ہوا ہے، اس کھانے سے آپ کی صحت مزید بہتر ہوگی، اللہ پاک آپ کو تندرست و توانا رکھے، ڈرائنگ روم کے درمیان براؤن کلر کا ایک صوفہ ہے اس کے نیچے بیڈروم کی چابیاں ہیں، جیسے ہی بیڈ روم کا دروازہ کھولو گے بستر پر آپ کو پیسے ملیں گے، اگر آپ کو ان پیسوں کی ضرورت ہو تو خوشی سے خرچ کرنا، اگر میرا گھر تباہ ہو جائے تو یہ ایک چھوٹی سی قربانی ہوگی، آپ کے پاؤں کے جوتے میرے گھر سے زیادہ قیمتیں ہیں، لیکن میری آپ سے درخواست ہے کہ اپنا خیال رکھنا اور محفوظ رہنا، اللہ آپ کا اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

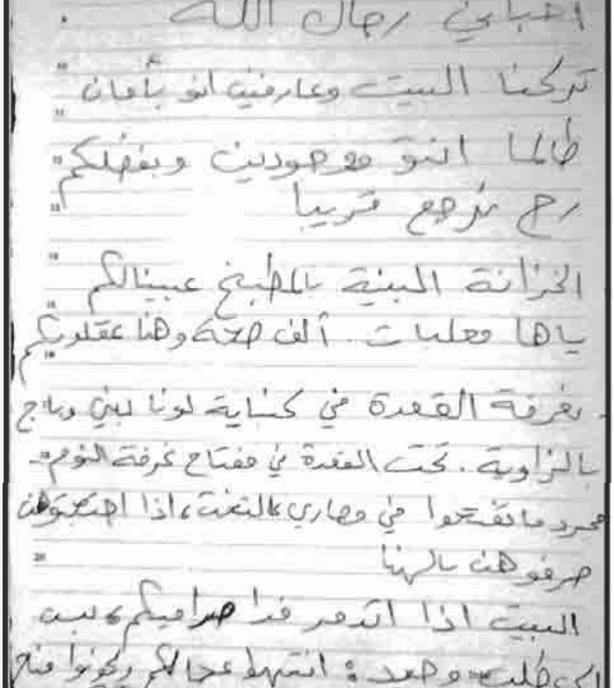
أحبابي رجال الله
تركنا البيت وعارفين انو بأمان
طالما انتو موجودين وبفضلكم
رح نرجع قريبا
الخزانة المبنية بالمطبخ عبينالكم
ياها معلبات. ألف صحة وهنا عقلوبكم
بغرفة القعدة في كنباية لونا بني وباج
بالزاوية. تحت القعدة في مفتاح غرفة النوم
مجرد ما تفتحوا في مصاري عالتخت، اذا احتجتوهن
صرفوهن بالهنا
البيت اذا انهدم فدا صرامايكم لانه
الي طلب وحيد: انتبهوا عحالكم وكونوا [illegible]

پریس ریلیز 05 جنوری 2024ء

اسرائیل جنگ کو پھیلا کر پوری دنیا کا امن و امان تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے

شجاع الدین شیخ

اسرائیل جنگ کو پھیلا کر پوری دنیا کا امن و امان تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ لبنان کے دارالحکومت بیروت میں اسرائیلی ڈرون حملہ میں حماس کے نائب سربراہ اور سینئر رہنما شیخ صالح العاروری سمیت حماس کی قیادت کے 7 افراد کی شہادت نے ثابت کر دیا ہے کہ ناجائز صہیونی ریاست جنگ کو پھیلانے کے تباہ کن منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صہیونی گریٹر اسرائیل کے قیام کی طرف عملی طور پر بڑھ رہے ہیں اور انہیں امریکہ اور یورپ کی مکمل معاونت حاصل ہے۔ اسرائیل کے اعلیٰ عہدیدار کھلم کھلا دھمکی دے رہے ہیں کہ نہ صرف غزہ بلکہ مغربی کنارے سے بھی فلسطینیوں کا صفایا کر دیا جائے گا اور جس مسلمان ملک میں بھی حماس کی قیادت و رہنما موجود ہیں ان کی ٹارگٹ کلنگ کی جائے گی۔ مسلمان ممالک کو اب فیصلہ کرنا ہوگا کہ کیا وہ گیدڑ کی طرح ذلت و رسوائی کی زندگی گزارتے رہیں گے یا بہادری سے لڑتے ہوئے اسرائیلی درندگی اور غنڈہ گردی کا دندان شکن جواب دیں گے۔ شیخ صالح العاروری نے ہزاروں فلسطینی مسلمانوں کی طرح جام شہادت نوش کر کے اُخروی کامیابی حاصل کر لی ہے اور غزہ کے غیور مسلمانوں کا خون اسرائیل کے خلاف تحریکِ مزاحمت کو نئی طاقت اور قوت بخشے گا۔ ان شاء اللہ! البتہ مسلمان ممالک کے حکمران اور مقتدر طبقات فراموش نہ کریں کہ اسرائیل پوری دنیا کا امن و امان تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے اور اس کا اگلا ہدف دیگر مسلمان ممالک ہی ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ جنوبی افریقہ نے تو جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسرائیل کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں نسل کشی کا مقدمہ دائر کر دیا ہے جو کم ہمتی کا مظاہرہ کرنے والے 57 مسلمان ممالک کے منہ پر طمانچے سے کم نہیں۔ پاکستان کے حوالے سے اسرائیل کے مذموم عزائم پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ 1967ء کی جنگ میں فتح کے بعد پیرس میں جشن مناتے ہوئے اسرائیل کے سابق وزیراعظم ڈیوڈ بن گوریان نے واشگاف الفاظ میں اعلان کیا تھا کہ اسرائیل کا خطرناک ترین حریف پاکستان ہے۔ پھر یہ کہ کچھ عرصہ قبل موجودہ اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو ایک انٹرویو میں اس خواہش کا اظہار کر چکا ہے کہ پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ دیئے جائیں۔ لہٰذا ہمارے حکمران اور مقتدر طبقات صورتِ حال کی نزاکت کا احساس کریں۔ امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان اور افغانستان آپس میں گتھم گتھا ہو جائیں اور دونوں ممالک کے اشتراک سے خراساں کا وہ خطہ عملی طور پر تشکیل نہ پا سکے جس کے بارے میں احادیث نبویؐ میں بشارت آئی ہے کہ وہاں سے فوجیں حضرت مہدیؑ کی نصرت کے لیے جائیں گی اور ایلیاء (یروشلم) میں اسلام کا جھنڈا گاڑ کر پوری دنیا پر دین کو قائم و نافذ کریں گی۔ لہٰذا ہمیں پاکستان کو حقیقی معنوں میں 'اسلامی ایٹمی پاکستان' بنانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کے حکمرانوں اور مقتدر طبقات کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(21 تا 27 دسمبر 2023ء)

جمعرات (21-دسمبر) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (22-دسمبر) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔شام کو پشاور کے لیے اسلام آباد جانا ہوا۔

ہفتہ (23-دسمبر) کی صبح پشاور میں کچھ احباب سے انفرادی ملاقاتیں ہوئیں۔شام کو اباسین یونیورسٹی کے آڈیٹوریم میں مسئلہ فلسطین سے متعلق منعقدہ سیمینار میں شرکت کی اور بطورِ صدرِ مجلس اختتامی خطاب کیا۔(مولانا الطاف الرحمن بنوی صاحب بھی تشریف لائے تھے۔تاہم انہوں نے کوئی گفتگو وغیرہ نہیں کی۔) رات اسلام آباد واپسی ہوئی۔

اتوار (24-دسمبر) کو قائداعظم آڈیٹوریم اسلام آباد میں منعقدہ سیمینار میں شرکت کی اور صدارتی خطاب کیا۔ ڈاکٹر خالد قدومی، آصف لقمان قاضی، حامد میر، مولانا شبیر احمد عثمانی اور محترم ایوب بیگ مرزا بحیثیت مقررین شریک ہوئے۔رات کو کراچی واپسی ہوئی۔

پیر (25-دسمبر) رات کو کراچی کے ایک اوپن گراؤنڈ میں منعقدہ سیمینار میں شرکت کی۔تمام مقررین (ڈاکٹر معراج الہدیٰ صدیقی، ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی، آصف لقمان قاضی، ڈاکٹر خالد قدومی اور مفتی محمد زبیر) نے بھرپور گفتگو کی۔ تقریباً 2000 کے قریب حاضری رہی۔

منگل، بدھ (26,27-دسمبر) کو معمول کی مصروفیات کے علاوہ علم فاؤنڈیشن کے احباب سے ملاقات کی۔ ناظم اعلیٰ کے ہاں ان کی والدہ کی بیمار پرسی کے لیے اہل خانہ کے ساتھ جانا ہوا۔نائب امیر سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

(2) ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو باقی ربا جو تم نے لینا ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو۔ اگر تم اس پر عمل نہ کرو گے تو اعلانِ جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے۔اور اگر تم توبہ کرو گے تم کو تمہارے اصل اموال مل جائیں گے، تم ظلم نہ کرو گے اور تم پر ظلم نہ کیا جائے گا۔''(البقرۃ:278،279)

ان آیات کے الفاظ ﴿وَاِنۡ تُبۡتُمۡ فَلَکُمۡ رُءُوۡسُ اَمۡوَالِکُمۡ﴾ سے اس قدر بات تو بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سود دراصل قرض کی اصل رقم پر اضافے کا نام ہے۔ان آیاتِ مبارکہ سے یہ بات بھی صراحت سے معلوم ہو رہی ہے کہ اس اضافی رقم کا مطالبہ قرض خواہ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔تاہم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مقروض نے بھی قرض خواہ سے قرض لیتے وقت اس اضافے کو شرط کے طور پر شدید مجبوری یا حاجت کے پیش نظر قبول کر لیا ہو، یا پھر اس نے منافع کے طمع میں باہمی رضامندی سے رأس المال پر یہ مشروط اضافہ ادا کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہو، لیکن قرآن پاک کا قرض خواہوں کو یہ انتباہ کرنا کہ وہ سود کے بقایا جات چھوڑ دیں اور اصل اموال پر اکتفا کریں اس بات کی دلیل ہے کہ سود کا مطالبہ اپنے مفاد کے لیے قرض خواہ ہی کرتا ہے۔

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 622 دن گزر چکے!

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ حلقہ گوجرانوالہ کے ملتزم رفیق ڈاکٹر قاری منیر احمد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0300-1000679

☆ ناظم قرآن اکیڈمی کوٹ ادو محترم جام عابد حسین کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0333-4009554

☆ حلقہ گوجرانوالہ، کھاریاں کے ملتزم رفیق محترم بدرالاسلام کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0332-5686332

☆ حلقہ اسلام آباد، غوری ٹاؤن کے ملتزم رفیق عبدالماجد قریشی کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0300-5529105

☆ قرآن اکیڈمی، لاہور کے ٹیلی فون اپریٹر عمر حیات کے بڑے بھائی وفات پاگئے۔

☆ حلقہ اسلام آباد، بیروٹ کے امیر قمر عباسی کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0315-5190243

☆ اسلام آباد جنوبی کے مبتدی رفیق مظہر الحق کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0333-0446451

☆ حلقہ ملاکنڈ، دیر کے ملتزم رفیق سید شہریار جان کے والد وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0313-9885147

☆ حلقہ ملاکنڈ کے ناظم دعوت فیض الرحمٰن کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت: 0303-5363968

☆ حلقہ ملاکنڈ باجوڑ غربی کے امیر نبی محسن کی چچی وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت: 0306-3623912

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے ناظم تربیت محترم عثمان صابر کے سسر وفات پاگئے۔
برائے تعزیت: 0322-6376000

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اللہ کی چھلنی

بنت ظفر اسلام، رفیقہ تنظیم اسلامی، کراچی

ہم سے زیادہ یہود نے احادیث پڑھی ہوئی ہیں اور انہوں نے اسی حساب سے اپنی تیاری بھی کر رکھی ہے اور پھر نیو ورلڈ آرڈر کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس کے بعد سب سے پہلے تو مسلمانوں کے اتحاد کے پرخچے اڑائے گئے۔ خلافت تو ان کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ ہند میں مصالحہ جات کے بہانے قدم رکھا۔ یہ ایک سوچا سمجھا پلان تھا جس پر انہوں نے برسوں محنت کی۔ صلاح الدین ایوبی کی دی ہوئی شکست وہ کبھی نہ بھولے۔ مسجد اقصیٰ کو مسمار کر کے وہاں تھرڈ ٹمپل بنانا ان کا ہمیشہ سے ٹارگٹ رہا اور وہ یہ کر گزریں گے کیونکہ ان کے مطابق ان کے مسیحا نے آنا ہے۔

مسلمانوں کی شان و شوکت ان کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ خلافت کے حصے بخرے کر کے مسلمانوں کو 57 ملکوں میں تقسیم کیا کیونکہ وہ Divide and Rule! پر سختی سے عمل چاہتے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے ہر حصے میں اپنے پٹھو بٹھا دیے۔ آج بھی بعض لوگ بڑے فخر سے اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا انگریزوں کی رجمنٹ میں رہے ہیں۔ ان غداروں کی وجہ سے ہی امت مسلمہ کو سرحدوں میں قید کر دیا گیا۔ مگر سادہ عوام کو خوش فہمی میں رکھنے کے لیے آزادی کا لولی پاپ دے دیا۔ انہوں نے اس خطے میں خانہ جنگی کا بازار گرم کیا اور خود یہاں کچھ میر جعفروں کی مدد سے راج کرتے رہے۔ عوام تو ہر دور میں سادہ لوح ہی رہی ہے۔ اگر تھوڑا پیچھے جائیں تو آپ یاد کریں کہ ایم کیو ایم نے اپنے دور میں کراچی کو کئی سال تک بالکل ایسے ہی یرغمال بنائے رکھا۔ ہر علاقے میں پٹھو بٹھائے اور (barriers) رکاوٹیں لگا کر چند علاقوں کو no go area بنایا اور کئی سال تک بھتہ خوری بھی کی اور کراچی کا مال خوب مزے سے کھاتے رہے اور باہر بیٹھے بڑے چودھری کو بھی کھلاتے رہے۔ بالکل اسی انداز میں عالمی چودھریوں نے مسلمانوں کو barriers لگا کر سرحدوں کے اندر قید کر دیا۔ کوئی ایک ملک سے دوسرے ملک میں بغیر اجازت نہیں جا سکتا۔ کل پرسوں ہی میں نے خبر پڑھی کہ سعودیہ اور شام نے یمنی افواج سے معذرت کر لی کہ وہ ان کو اپنی زمین سے اسرائیل پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے جبکہ امریکی افواج کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جب چاہے کسی بھی ملک پر کہیں سے بھی حملہ کر سکتی ہے۔ مسلم حکمران اسے اڈے فراہم کریں گے۔ یہ بھی سننے میں آیا کہ طالبان نے بھی پڑوسی ممالک سے راستہ مانگا فلسطین جانے کا۔ واللہ وعالم! احادیث سے ثابت ہے کہ اسی خطے سے مجاہدین کے گروہ نکلیں گے جو امام مہدی سے جا کر ملیں گے اور دشمن کو شکست دیں گے۔ وہ وقت دور نہیں۔

اس وقت مسلم ممالک کی سرحدوں پر پہرہ ہے۔ اس لیے کہ کوئی فلسطین جا ہی نہ سکے۔ کیا یہ دیکھتے نہیں کہ فلسطین میں اسرائیلی جارحیت اپنے عروج کو پہنچ چکی ؟ کیا انہوں نے مرنا نہیں؟ یہ 57 ملکوں میں جو بودے بنے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں، ان کو آخرت کا شعور نہیں؟ ان کو وہن کی بیماری لگ چکی ہے۔ آج دنیا 2 گروہوں میں تقسیم ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝﴾ (یٰسین)

’’اور (کہا جائے گا) اے مجرمو! آج الگ الگ ہو جاؤ۔‘‘

غور کریں تو اللہ نے دنیا میں ہی الگ کر دیا۔ چھلنی لگی ہے۔ اپنے اردگرد دیکھ لیں۔ ایک طرف لوگ فلسطین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور ان کا بس نہیں چل رہا ہے کہ وہ کیا کریں، پھر بھی اپنی ہمت اور استطاعت سے بڑھ کر کچھ کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہیں بائیکاٹ، کہیں مظاہرے، مالی امداد وغیرہ۔ دوسری جانب اکثر لوگ اپنی دنیا میں مصروف ہیں، کرکٹ، Halloween، شاپنگ، کنسرٹس، ناچ گانا، ہلہ گلہ۔ نگران وزیر اعلیٰ پنجاب سید محسن نقوی نے بھی غزہ میں بہتے خونِ مسلم کے دوران ہی پنجاب میں ناچ گانے پر مشتمل 15 روزہ میلے کے انعقاد کا اعلان کیا، احساس دلانے پر میوزیکل کنسرٹ منسوخ ہوا، لیکن 15 روزہ میلہ پھر بھی جاری رکھا۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ یہ اندھے، بہرے اور گونگے ہیں۔ یہ Zombies ہیں جن کو بس اپنا پیٹ بھرنا ہے، صرف اپنے لیے جینا ہے، اپنے لیے دوسروں کا مال، دوسروں کے حقوق سب کچھ کھا رہے ہیں اور اسی خود غرضی میں امت کے جذبات سے بھی کھیل رہے ہیں۔ جبکہ اہلِ غزہ کے ایمان کا لیول ایسا ہے کہ وہ تو حقیقتاً جنت الفردوس کے اہل ہیں۔ وہاں تو اللہ نے جنت کا دروازہ کھول دیا ہے۔

حالات تیسری جنگ عظیم Armageddon کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ مرحوم کی ڈھیروں ویڈیوز موجود ہیں۔ یہ سب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں پھر بھی ہم کیوں نہیں سمجھتے کہ یہ فتنے ہمارے چاروں طرف پھیل چکے ہیں۔ کیوں اتنے اطمینان سے بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان بھی اہلِ غزہ جیسا کر دے جو وہاں سے بھاگے نہیں بلکہ اپنے بچوں کو لے کر جمے رہے۔ واللہ کیا توکل ہے! ہمارے دل بے چینی کا شکار ہیں کہ کاش ہم بھی وہاں موجود ہوتے اور شہداء کے ساتھ شامل ہوتے۔ وہاں پھیلی ہوئی مشک کی خوشبو سے ہم بھی مہکتے۔ یا اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم باطل کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کریں اور سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈریں۔ یا اللہ آپ دجالی عناصر کو نیست و نابود کر دے اور اہلِ فلسطین کے شہداء کو اپنی بہترین جنت میں داخل کر دے اور ان کے باقی لوگوں کو استقامت عطا فرما۔ یا اللہ مجاہدین اسلام کو نصرت عطا کر دیجیے اور ہمیں منافقین کے شر سے محفوظ رکھیے۔ ہمارے ایمان کی کمزوری دور کر دیجیے۔ ہمارے بچوں کو امام مہدی کا ساتھی بنائیے۔ آمین یارب العالمین! ۞۞۞

ضرورت رشتہ

☆ پیر محل میں مقیم رفیق تنظیم کو اپنے بیٹے، عمر 32 سال، مفتی، کے عقد ثانی (پہلی زوجہ سے علیحدگی) کے لیے دینی مزاج کی حامل، باپردہ اور نیک سیرت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ فیصل آباد ڈویژن اور شاہ کوٹ کے رفقاء رابطہ فرمائیں۔

برائے رابطہ: 0310-6582184

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

this horrendous death toll that has rightly been described as genocide even by Jewish legal experts. The UN Human Rights chief has been equally explicit calling Israel's collective punishment of Palestinian civilians as "a war crime".

So, why is Khan so concerned about the plight of Israeli families whose relatives have been taken captive by Hamas but has little about Palestinian suffering? Mental slaves cannot be expected to adopt morally correct positions. As the ICC's chief prosecutor, Khan's office has "an ongoing investigation with jurisdiction over Palestine that goes back to 2014." He even acknowledged as much on October 30. So what is holding him back from bringing charges against Israeli officials, political and military? Had his office done so, the chances are the zionists would not have perpetrated such horrendous war crimes in Gaza again.

Given the ICC's lack of interest in pursuing Israeli war criminals, is it the right forum to try them or an alternative platform exists?

Craig Murray, the former British ambassador, has argued that the Genocide Convention must be invoked against Israel. Any one of the 149 states party has the right to call out the genocide in progress in Gaza and report it to the United Nations General Assembly. He lays out the scenario.

"If another state party disputes the claim of genocide—and Israel, the United States and the United Kingdom are all states party—then the International Court of Justice (ICJ) is required to adjudicate on 'the responsibility of a State for genocide'."

Israeli leaders have repeatedly declared their intent to conduct collective punishment and ethnic cleansing of Palestinians, with Israeli Defence Minister Yoav Gallant calling them "human animals" and vowing to "eliminate everything". Benjamin Netanyahu has said that he wants to push the Palestinians into the Sinai Peninsula. Egypt has rejected the ethnic cleansing of Palestinians from Gaza.

When he spoke on October 30, the ICC prosecutor made no mention of the "textbook case of genocide" referenced by Craig Mokhiber, a top UN human rights official who recently resigned in protest over his organization's failure to take action. Other legal experts have been equally explicit.

Given the ICC's reluctance to take action against Israeli leaders, what other option is available to prosecute Israeli war criminals? The International Court of Justice (ICJ) can be approached. True, it prosecutes states rather than individuals but once a state has been found guilty, then the case against individuals can be pursued at the ICC. This is what happened with the Serbian war criminals.

The case against Israeli state and leaders (political and military) is clear cut. All it requires is for any state party to the Genocide Convention to take the matter to the United Nations General Assembly. From there, it can proceed to the International Court of Justice and then to the ICC.

<u>Courtesy</u>: ***https://crescent.icit-digital.org/***

Prosecution Of Israeli War Criminals

Waseem Shehzad

Three Palestinian human rights organizations and six countries have lodged cases against Israeli political and military rulers for war crimes at the International Criminal Court (ICC). The three Palestinian organizations—Al Haq, Al Mezan and the Palestinian Centre for Human Rights—urged the body to investigate Israel for "apartheid" as well as "genocide" and issue arrest warrants for Israeli leaders.

The six countries that have separately lodged cases include South Africa, Bangladesh, Bolivia, Comoros, Djibouti and Turkiye. Bolivia, a South American country, has even cut off diplomatic ties with the zionist entity. It is the only country to do so although several countries have recalled their ambassadors from Tel Aviv.

South Africa's parliament on November 16 voted to sever ties with Tel Aviv. There has been global revulsion at Israel's barbaric attacks against defenseless Palestinian civilians, the vast majority of them women and children.

While the ICC has been asked to launch an investigation into Israeli war crimes, it is highly unlikely that it will do much about it. The ICC and especially its current chief prosecutor, Karim Khan take their orders from the US and other western regimes.

Since its establishment, only African leaders have been convicted. The only exceptions have been Serbian fascists Slobodan Milosevic, Radovan Karadzic and Ratko Mladic for their role in the genocide in Bosnia-Hercegovina. Earlier this year the ICC also found Russia 'guilty of war crimes' in Ukraine and issued an arrest warrant for President Vladimir Putin.

Israeli war criminals have yet to be investigated, much less prosecuted despite a case being lodged against them for their brutal war on Gaza in 2014. The former chief prosecutor, Fetou Bensouda was far more diligent in pursuing the case. But since her retirement in June 2021 and the Pakistani origin British citizen Karim Khan taking over, the case has gone into cold storage.

Khan who is Qadiani, expressed on October 30 deep sorrow about the "suffering" of Israeli families whose relatives were taken captive by Hamas fighters. "Since the 7th of October," Khan said, "I really intensified my efforts to get in and access the locations where crimes were committed in Israel, to meet the families of those that are grieving, those that are living with fear, as if time has stood still at an acutely painful moment, waiting for their loved ones, worried … and praying for their return."

Only as an afterthought, he added that he had "made every effort to enter Gaza, but it has not been possible". By then, the zionist war criminals had murdered more than 7,000 Palestinians of whom 70 percent were women and children. Surely, Khan was not oblivious of

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.02

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore